

خلافت نمبر

20th, HIJRAT 1350 H. S.

20th, MAY 1971

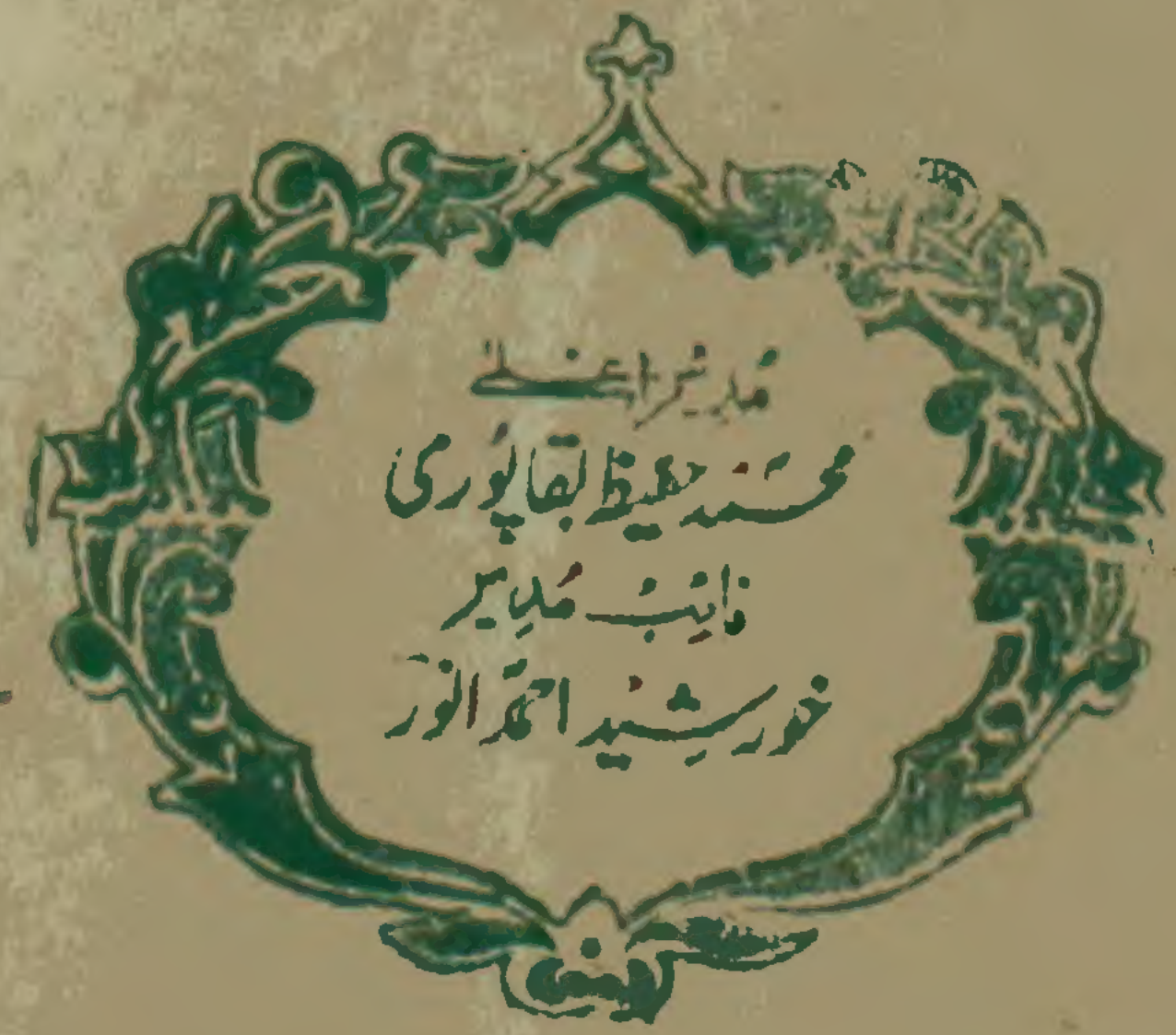
زرا اشتراك

سالانہ ۱۰ روپے

مالک غیر ۲۰ روپے



بجرا کر وقت تو نزدیک سید و پائے خدایاں بر مٹا بلکہ ترجمانِ افکار
(الہام حضرت سید موعودؑ)



ملک صلاح الدین ایم. سٹے پرنٹر و پبلشر نے رام آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پرنٹر صاحبان احمدیہ قادیان۔

(خلافت نمبر)

شمارہ ۲۰

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۲۰

۲۲ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ ۲۰ ہجرت ۱۳۵۰ ش ۲۰ ربیع الاول ۱۹۷۱ء

جماعت احمدیہ میں خلافت کا قیام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال آج سے ۶۳ سال پہلے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بوقت سارٹھ دس بجے صبح بمقام لاہور ہوا۔ اسی روز شام کی گاڑی سے جنازہ بٹالہ پہنچایا گیا جہاں سے راتوں رات روانہ ہو کر مخلص دوستوں نے اپنے کندھوں پر اُسے صبح کی نماز کے قریب بارہ میل کا پیدل سفر کیے قادیان پہنچایا۔ مقبرہ ہشتی کے متصل بڑے باغ میں جنازہ رکھا گیا۔ حاضران وقت احباب نے زیارت کی سعادت حاصل کی۔ اور پھر ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو قریباً بارہ سو احمدیوں کی موجودگی میں جن میں ایک کافی بڑی تعداد باہر کے مقامات سے آئی ہوئی تھی حضرت مولانا نور الدین صاحب بھرویؒ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پہلا خلیفہ منتخب کیا گیا۔ آپ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی گئی۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دسمبر ۱۹۰۷ء کا الہام ”ستائیس کو ایک واقعہ ہمارے متعلق“ پورا ہوا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی بیعت جماعت کے ایک ایسے کامل اتحاد اور

پورے اتفاق کے ساتھ ہوئی کہ ایک منفرد آواز بھی خلافت نہیں اٹھی۔ نہ صرف افراد جماعت نے اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کی خلافت کو تسلیم کیا بلکہ صدر انجمن احمدیہ نے بھی ایک متفقہ فیصلہ کے ماتحت اعلان کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت کے مطابق حضرت مولوی نور الدین صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ منتخب کیا گیا ہے۔ اور ساری جماعت کو آپ کی بیعت کرنی چاہیے۔ صدر انجمن احمدیہ کا مذکورہ اعلان جناب خواجہ کمال الدین صاحب سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے ان الفاظ میں شائع ہوا:

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ الوصیت کے مطابق حب مشورہ

معتقدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان۔ اقربا حضرت مسیح موعود باجارت حضرت ام المؤمنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھے اور جن کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والامناقب حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نور الدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی.....“

آخر میں لکھا :-

”یہ خط بطور اطلاع کلی سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے۔ کہ وہ اس خط کے پڑھنے کے بعد فی الفور حضرت حکیم الامتہ خلیفۃ المسیح والمہدی کی خدمت بابرکت میں بذات خود یا بذریعہ تحریر حاضر ہو کر بیعت کریں۔“

بہت سے دوسرے اختلاف کے رنگ میں جو اس وقت غیر مبائعین کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں اس خط کے ذریعہ ان میں سے بیشتر کا بخوبی ازالہ ہو جاتا ہے۔ دیگر باتوں کو چھوڑتے ہوئے جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضور کے جانشین کا تعلق ہے۔ یہ خط اور اعلان گویا ایسی دستاویز کی پوزیشن رکھتا ہے جس سے ساری بات کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ مثلاً اعلان سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا گیا۔ اور اسی حیثیت سے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی تو یہ سب کارگزاری — اور — حضور علیہ السلام کے رسالہ الوصیت میں مندرجہ حضور کے وصایا کے عین مطابق عمل میں آئی — دوم :- یہ فیصلہ اور تعمیل معتدین صدر انجمن احمدیہ کے غور و فکر اور مشورہ کے بعد ہوئی — سوم :- اس فیصلہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انبار کا مشورہ بھی فیصلہ کن حیثیت سے شامل تھا۔ اسی لئے تو خصوصیت سے اعلان اور خط

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۷ ہجرت (مئی)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں تازہ ترین آمدہ اطلاع منظر ہے کہ — ۱۱ ہجرت۔ آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو چکروں کی ہلکی تکلیف ہوگئی ویسے عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے الحمد للہ — ۱۲ ہجرت۔ آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ — اجاب التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور انور کو ہمیشہ صحت و سلامتی کے ساتھ رکھے اور اہم ہمارت دینیہ میں فائز المرام فرماتا رہے اور اس کا فضل ہر آن شامل حال رہے۔ آمین۔

قادیان ۱۷ ہجرت۔ محترم صاحبزادہ مرزا یوسف احمد صاحب سلمہ ربیع مع بچکان بفضلہ تعالیٰ خیریت ہیں۔ الحمد للہ۔ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مرزا یوسف احمد صاحب اور حضرت امیر صاحب مقامی مولانا عبدالرحمن صاحب فضل مع اہل و عیال تاحال سفر سے واپس تشریف نہیں لائے۔ اجاب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو اور بخیریت قادیان واپس لائے۔ آمین۔

میں اس کا ذکر کیا گیا ہے — چہارم :- حضرت ام المؤمنین کی اجازت اور منشاء بھی وضع رنگ میں معلوم کیا گیا اور اسی کے مطابق حاضر الوقت کثیر التعداد افراد جماعت نے بھی مشورہ دیا۔ — پنجم :- جملہ احباب جماعت کے لئے خواہ وہ پُرانے احمدی ہوں یا نئے سرے سے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے والے ہوں ضروری سمجھا گیا کہ بذات خود یا بذریعہ تحریر حاضر ہو کر بیعت کریں — اب ان باتوں کا غیر مبائعین کے پاس سوائے ادھر ادھر کی باتوں کے کوئی معقول جواب نہیں۔ جناب خواجہ صاحب کا یہ اعلان اور خط اُس وقت کا ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کا صدمہ دلوں میں بالکل تازہ تھا۔ اور دل کا آئینہ بالکل صاف تھا۔ اس پر کسی طرح کی بیرونی میل جتنے نہ پائی تھی۔ اور سب افراد جماعت کی آنکھیں اصل حقیقت اور امر واقعی کو اچھی طرح دیکھ رہی تھیں۔ ابھی دوسرے اندازی کے پردے بعض کی آنکھوں کے سامنے حائل نہیں ہوئے تھے۔ اسی لئے تو ان سب کو رسالہ الوصیت میں وہ سب کچھ نظر آگیا جس سے اب صاف انکار کیا جا رہا ہے۔ ماسوا اس کے رسالہ الوصیت میں جو کچھ وصایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ضمن میں درج ہے وہ وقتی بات نہ تھی بلکہ حضور کی جماعت کے لئے ایک مستقل ہدایت ہے۔ اور جو کوئی اس سے انحراف کرتا ہے وہ خود غور کر لے کہ کہاں تک اُس نے حضورؑ کے وصایا کا احترام کیا — !!

جب ہم رسالہ الوصیت کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس سے ناقابل تردید حد تک اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت ہی صحیح جانشین ہے نہ کہ کوئی انجمن یا ادارہ جیسا کہ غیر مبائعین دوسرے اندازی کے رنگ میں حضورؑ کی وفات کے چھ سال بعد سے پیش کرنے لگے ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ ذرا تفصیل کے ساتھ رسالہ الوصیت میں مندرجہ حضورؑ کی اس وصیت پر گفتگو کریں جو حضورؑ کی وفات کے بعد خلافت کو اپنا جانشین قرار دینے سے متعلق ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی وفات سے چند سال قبل خدا تعالیٰ نے بذریعہ الہامات اس بات کی خبر دکھا کہ آپ کی وفات کا وقت قریب ہے۔ اس خبر کو سُن کر آپ سے محبت و عقیدت رکھنے والے سبھی افراد کا دلیر اور غمگین ہو جانا لازمی امر تھا۔ اس لئے رسالہ الوصیت کے آغاز میں حضورؑ نے اپنی وفات سے متعلق الہامات درج کرنے کے بعد احباب جماعت کو تسلی دی کہ جو روحانی سلسلہ آپ کے ذریعہ جاری ہوا وہ بدستور جاری رہے گا۔ اور خدا تعالیٰ ہر طرح اس کا ہر طرح حافظ و ناصر ہے۔ جماعت کی نگاہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی قدرت پر ہونی چاہیے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے حضورؑ نے خدا تعالیٰ کی سنتِ قدیمہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ :-

”خدا تعالیٰ دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے..... تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے..... جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔“

دیکھئے حضورؑ نے کس طرح خدا تعالیٰ کی دوسری قدرت کے ظاہر ہونے سے نبی کے بعد خلافت کے قیام کو مراد لیا ہے اور اُس کے چل کر سورت نور کی آیت استخلاف نقل کر کے اس کی تشریح بھی فرمائی ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس کے معابعد حضورؑ نے اپنی جماعت کو خصوصیت سے مخاطب کرتے ہوئے صراحتاً فرمایا :-

”سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تاغافلوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی عملگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں، کیونکہ دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔“

اس حصہ عبارت سے ظاہر ہے کہ حضورؑ نے قدرتِ ثانیہ کے ظہور سے خلافت کا سلسلہ ہی مراد لیا ہے۔ جو حضورؑ کی وفات کے بعد شروع ہونے والا تھا۔ (باقی دیکھئے ص ۱۵ پر)

میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں

اَوْسَا

میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے

کلمات طیبات حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

منزل مقصود تک پہنچا دیں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں اُن کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔ جیسا کہ تورات میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک اُن میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھاتا ہے۔ تاغافلوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھائے سوا ب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اسلئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی تمہیں مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دکھانا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو میرے پیروں میں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آئے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائیگا جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن میں اور بہت بلا میں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر ضرور ہے کہ یہ دُنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہیے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھائے کہ تمہارا خدا ایسا قادر و قادر ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔“

(الوصیۃ صفحہ ۷، ۸)

یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰهُ لَآ غَلْبَ لَآ اَنَا وَرُسُلِیْ۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ نشانہ ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ انکی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اسکی تخریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن انکی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو فائدے کے جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دیدیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر نامکمل رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکان کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردید میں پڑ جاتے ہیں اور اہل کی کریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بد قسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادشاہین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تمام لیا۔ اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيَمَكِّنَنَّ لَّهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا۔ یعنی خوف کے بعد پھر اُن کے پیروں میں آجائے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہیں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق

نہ (ترجمہ) خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے۔ منہ

خدا کے مامور کا وعدہ اور مشاہدہ

اللہ تعالیٰ اس جماعت کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا

اقتباس از خطبہ عید الفطر حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

نمبر مؤد ۱۶، ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۹ء بمقام مسجد اقصیٰ قادیان

کلمہ شہادت اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حاضرین کو بعض ضروری امور کی طرف توجہ دلائی بعدہ سورۃ فاتحہ کی نہایت پُر محارت اور بصیرت انفسروہ تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا :-

سورہ فاتحہ اس قدر تمہید کے بعد میں سورہ فاتحہ کی طرف تم لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں تین فرقوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک انعمت علیہم (۲) ایک مغضوب علیہم (۳) ایک ضالین۔ میرا اعتقاد ہے کہ تمام قرآن سورہ الحمد کی تفسیر ہے۔ اور اس میں ایک خاص ترتیب سے انہی تینوں گروہوں کا ذکر ہے چنانچہ سورہ بقرہ ہی کو لو کہ ہُدٰی للمتقین میں منعم علیہم کا ذکر ہے۔ ان الذین کفروا میں مغضوب علیہم کا اور اولئک الذین استردوا الضلالة بالہدٰی میں ضالین کا۔

خاتمہ قرآن یہ ابتداء کا حال ہے اب جہاں قرآن ختم ہوتا ہے وہاں سورہ نصر اذا جاء نصر اللہ والفتح میں منعم علیہم کا بیان ہے اور تنبیت میدا ابی لہب میں مغضوب علیہم کا اور ہواللہ احد اللہ الصمد لم یولد ولم یولد میں ضالوں کی تردید ہے۔ اس واسطے ہم کو چاہیے کہ بہت فکر کریں اور اپنا آپ محاسب کریں۔ اپنے اعمال کو دیکھیں کہ ہم کس فریق کے کام کر رہے ہیں۔ آیا منعم علیہم کے یا مغضوب علیہم کے یا ضالین کے۔

کچھ اپنی حالت کا ذکر میں جو کچھ تمہیں کہتا ہوں کچھ اپنی حالت کا ذکر صاف صاف کہتا ہوں۔

میں صاف کہتا ہوں جو کچھ میری عمر ہے وہ آجکل کی عمروں کے مطابق انتہائی زمانہ ہے۔ ستر برس سے تجاوز ہے اب اتنی عمر مجھے اور پانے کی امید نہیں۔ اور اگر ہو بھی تو یورد الی ارض العمر کی مصداق ہے پھر وہ قوی نہیں مل سکتے جو پہلے تھے پھر میری اولاد اسی نہیں جو میری خدمت کرے اور مجھے بھی اس بات کی فکر نہیں کہ میری اولاد میرے بعد کس طرح اپنا گزارہ کرے گی۔ کیونکہ جب میں نے اپنے باپ دادا کے مال سے پرورش نہیں پائی تو میں برا مشرک ہوں اگر اپنی اولاد کی نسبت میں یہ خیال کروں کہ ان کا گزارہ میرے مال پر ہو تو قوت ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے ولا تفتلوا اولادکم من

املاق نحن نرزقکم دیاہم۔ جب رزق دینے کا خدا وعدہ کرتا ہے تو مجھے کیا فکریہ ہے۔ میرا مجھے فکریہ ہے تو یہ کہ قرآن قیامت میں میرے ساتھ جائیگا کوئی نہیں۔ پس میں تم کو وعظ کرتا ہوں کہ کیا اپنے تئیں جٹا دوں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

منعم علیہ تم ان تین گروہوں کے اوصاف پر غور کرو منعم علیہم گروہ کے لئے سب سے پہلی صفت بیان کرتا ہے کہ یؤمنون بالغیب۔ ایمان بالغیب ایسا ضروری ہے کہ دنیا کا کوئی کام اس کے بغیر نہیں ہوتا۔ پہاڑے۔ سمندر۔ آفتاب۔ طبعیات سب کے لئے فرضی بنیاد پر کام ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ پولیس بھی ایک بد معاش کے کہنے پر بعض مکانوں کی تلاشی شروع کر دیتی ہے تو کیا وجہ کہ انہی کے کہنے پر کوئی کام نہ کیا جائے جس کا تجربہ بارہا کئی جماعتیں کر چکی ہیں۔ پھر فرمایا یقیمون الصلوٰۃ دعائوں میں نمازوں میں قائم رہتے ہیں وہ مالوں کو خرچ کرتے ہیں۔ ہما انزل الیک اور من قبلک اور آخرۃ پر ان کا ایمان ہوتا ہے۔

دوسرا گروہ پھر دوسرے گروہ کی صفات بیان کریں کہ ان کے لئے تذکرہ عدم تذکرہ مساوات کا رنگ رکھتی ہے۔ وہ سنتے ہوئے نہیں سنتے۔ ان میں غافلت اندیشی نہیں ہوتی۔ جمہور کہہ جاتے ہیں۔ پھر انہی کی نسبت اخیر قرآن میں فرمایا کہ ایسے لوگوں کو ماکسب یعنی جھٹا اور مال دونوں پر بڑا گھمٹ ہوتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ دونوں کو غارت کر دیتا ہے۔

منافقین پھر تیسرے گروہ ضالوں کا ذکر فرمایا کہ ان کو صفات الہی کا صحیح علم نہیں ہوتا۔ اور ان میں نہ توقوت فیصلہ ہوتی ہے نہ تاب مقابلہ۔ قرآن شریف کے ابتدا کو آخر سے ایک نسبت ہے۔ پہلے مفلحون فرمایا ہے تو اذا جاء نصر اللہ والفتح میں اس کی تفسیر کر دی۔ اور مغضوب علیہم کی نسبت میدا ابی لہب میں اور ضالین کا رد قل هو اللہ احد میں کر دیا۔ غرض عجیب ترتیب سے ان تینوں گروہوں کا ذکر کیا ہے۔ ان سب کی صفات بیان کر کے میں تمہیں

مکر نصیحت کرتا ہوں کہ تم سوچو منعم علیہم میں سے ہو یا مغضوب علیہم یا ان لوگوں میں جن کو ضالین کہا گیا ہے۔

خدا پر توکل میں نے تمہیں بہت کچھ کہہ دیا ہے اور گول بات ہرگز نہیں کی۔ میں مومن ہو کر مرنا چاہتا ہوں۔ میں اللہ سے اس کی رحمت کا امیدوار ہوں جیسے اس نے اس عمر تک میری تربیت کی اور میری ہدایت کا موجب ہوا اس طرح میں امید رکھتا ہوں کہ وہ میرا خاتمہ بھی بالآخر کرے گا۔ اور میری موت قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کی حالت میں کرے گا۔

ضرورت وحدت میں اس سے بھی کھول کر کہہ دوں گا کہ تم کو سننا چاہتا ہوں کہ کوئی قوم سوائے وحدت کے نہیں بن سکتی بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ کوئی انسان سوائے وحدت کے انسان نہیں بن سکتا۔ کوئی عملہ سوائے وحدت کے عملہ نہیں بن سکتا۔ اور کوئی گاؤں سوائے وحدت کے ملک نہیں بن سکتا اور کوئی ملک سوائے وحدت کے ملک نہیں بن سکتا اور کوئی سلطنت سوائے وحدت کے سلطنت نہیں بن سکتی۔ دیکھو میری آنکھ تو کہتی ہے کہ یہ زہر ہے اب ہاتھ کیسے کہ مجھے آنکھ کی پرواہ نہیں اور وہ اٹھا کر وہ زہر کھا لیتا ہے تو اس کا نتیجہ ہلاکت ہے۔ اسی طرح گھر کی بات ہے کہ اگر بچہ اپنے مرنے والے باپ اپنی ماں کی بات نہیں سنتا تو اس کی تعلیم و تربیت کا ستیاناس ہو جائے اسی طرح عملہ، ملک اور سلطنت کا حال ہے۔

اھدا ما الصراط المستقیم کی تفسیر میں میں نے مرزا صاحب سے سنا ہے کہ اہدنا میں نا اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ سوائے جماعت کے اللہ تعالیٰ سے بعض خاص فضل کوئی انسان نہیں لے سکتا جماعت کی بڑی ضرورت ہے یہاں تک کہ اگر جمع نہ ہو تو خدا کے اس فضل کے ماذب نہیں ہو سکتے۔

حسن معاشرت اسی جماعت میں سے چند عورتیں اُجڑ کر ہالے پاس آئیں۔ ہم نے ان کے خاوندوں سے خط و کتابت

کی۔ بعض تو ہمارے کچھانے میں آگئے اور بعض نے پروا نہ کی۔ یہاں تک کہ رجسٹر و خطوط کی رسید نہ دی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے ظالم طبع لوگ بھی ہماری جماعت میں ہیں مگر الحمد للہ کہ اکثر سمجھانے سے سمجھ جاتے ہیں۔ ایک عورت کے خاوند نے مجھے لکھا کہ ہندوستان پنجاب تو سب دیوثوں کا بنا ہوا ہے۔ جو کچھ میری عورت کہتی ہے اگر مجھے موقع ملے تو گلا ہی گھونٹ دوں۔ میں نے اسے لکھا کہ پہلا دیوث تو خود باللہ وہ ہوا جس پر تم ایمان لائے اور جس نے یہ احکام دئے کہ عورت سے معاشرت میں نرمی کرو۔ خبر وہ سعید تھا سمجھانے سے سمجھ گیا اور توبہ نامہ بھیج دیا۔ خیر میں چرکتا ہوں کہ جب تک وحدت نہ ہوگی تم کوئی ترقی نہیں کر سکتے۔

چودہ سو سے چار لاکھ حضرت صاحب کے زمانے ۱۴۰۰ میں میں نے ۱۴۰۰ کارڈ چھپوائے تھے کہ چودہ سو آدمیوں کی جماعت ہو کر ہم حضرت صاحب سے بیعت کریں گے اور اس فضل سے حصہ لیں گے جو جماعت سے مختص ہے خدا نے خلوص نیت کو نوازا اور ۱۴۰۰ سے کئی لاکھ اس جماعت کو بنادیا۔ اب ضرورت ہے اس جماعت میں اتفاق، اتحاد اور وحدت کی اور وہ موقوف ہے خلیفہ کی فرمانبرداری پر۔

خلفاء کس طرح بنتے ایک خلیفہ آدم تھا اس کی نسبت فرمایا

بے اِنِّی جاعل فی الارض خلیفۃ اب خود ہی اس کے بارے میں ارشاد ہے عصی ادم ربہ فغوی۔ لیکن جب فرشتوں نے کہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء وخن نسبہ بحمدک و نقدس لک تو ان کو ڈانٹ بتائی کہ تم کون ہوتے ہو ایسا کہنے والے پس فامجدوا لادم تم آدم کو سجدہ کرو چنانچہ ان کو ایسا کرنا پڑا۔ دیکھو خود تو عاصی اور غویٰ تک کہہ لیا مگر فرشتوں نے چون کی تو اس کو ناپسند فرمایا۔ میں نے کسی زمانے میں تحقیقات کی ہے کہ نبی کے لئے لازم نہیں کہ اس کے لئے پیشگوئی ہو۔ اور خلیفہ کے لئے تو بالکل ہی لازمی نہیں۔ دیکھو آدم پھر داءد کے لئے کیا کیا مشکلات پیش آئے۔ میں اس قسم کا قصہ گو واعظ نہیں کہ تمہیں عجیب عجیب قصے ان کے متعلق سناؤں مگر فاسستغفر ربہ وخر را کعوا وانا ب سے یہ تو پایا جاتا ہے کہ کچھ نہ کچھ تو تھا جس کے لئے یہ الفاظ آئے۔ تیسرا خلیفہ ابو بکر ہے اس کے مقابلہ میں شیعہ جو کچھ اعتراض کرتے ہیں وہ اتنے ہیں کہ ۱۳۰۰ برس گزر گئے مگر وہ اعتراض ختم ہونے میں نہیں آئے۔ ابھی ایک کتاب نئی نئی میں نے منکوائی ہے جس کے ۴۰ صفحات میرے پاس پہنچے ہیں۔ اس میں صرف اتنی بات پر بحث ہے کہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ بہتر ہے یا ابو بکر۔ پھر شیعہ کہتے ہیں کہ ان کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہیں فرمایا

تہیں فرمائی۔ چوتھا خلیفہ تم سب ہو چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ اگلی قوموں کو ہلاک کر کے تم کو ان کا خلیفہ بنا دیا۔ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ۔ اب دیکھتے ہیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ چار کا ذکر تو ہو چکا۔ اب میں تمہارا خلیفہ ہوں۔ اگر کوئی کہے کہ الوصیت میں حضرت صاحب نے نور الدین کا ذکر نہیں کیا تو ہم کہتے ہیں کہ ایسا ہی آدم اور ابو بکرؓ کا ذکر بھی پہلی پیش گوئی میں نہیں۔

کرو پھر دیکھو کس قدر ترقی کرتے ہو اور کیسے
 کامیاب ہوتے ہو۔ میرا ایک دوست مجھے کہتا
 تھا کہ تم آگوں کو دباتے ہو بھجائے نہیں۔ میں
 نے کہا کہ جلد باز بھلا میرا وزیر ہو سکتا ہے۔ ہم نے
 آگوں کو دبا کر بھی بھجائے دیکھا ہے۔ میری ماں
 دہکتے ہوئے کوئلے ایک گڑھا میں ڈال کر
 بند کر دیتی تھی غصوڑی دیر میں سب بجھ جاتے۔
 دیکھو میں نے پانی کے لحاظ سے تو وعظ کیا ہے۔
 اور دبانے کیلئے کوشش میں ہوں۔ ہم اور تم
 سب مر جائیں گے اگر کچھ نفاہ ہم میں باقی ہیں
 تو بھلی قوتوں میں تفرقہ پڑ جائے گا اور وہ ہم
 پر لعنتیں کریں گی۔ مجھے کہیں گے کہ کس خبیث
 نے یہ گندہ بیج بو دیا۔ دیکھو تم میرے حق کو بجا
 لاؤ۔ میں نے کبھی اپنی بڑائی نہیں کی۔ مجھے ضرورتاً
 کچھ کہنا پڑا ہے۔ اس کامیرے ساتھ وعدہ ہے
 کہ میں تمہارا ساتھ دوں گا۔ مجھے دوبارہ بیعت
 لینے کی ضرورت نہیں۔ تم اپنے پہلے معاہدہ پر
 قائم رہو۔ ایسا نہ ہو کہ نفاق میں مبتلا ہو جاؤ۔
 اگر تم مجھ میں کوئی اعوجاج دیکھو تو اس کی استقامت
 کی دعا سے کوشش کرو۔ مگر یہ گمان نہ کرو کہ تم
 مجھ بڑھے کو آیت یا حدیث یا مرزا صاحب کے
 کسی قول سے معنے سمجھا لو گے۔ اگر میں گندہ
 ہوں تو یوں دُعا مانگو کہ خدا مجھے دُنیا سے اٹھا
 لے۔ پھر دیکھو کہ دُعا کس پر اُلٹی پڑتی ہے۔

تم میں سے کسی کو اندر ہی اندر دھوکہ نہ لگ جائے۔

لئے مجھے کمانے کا زیادہ فکر ہوتا ہے۔ مجھے
گو لے اور زلزلے سے بھی زیادہ خوفناک یہ
بات ہے کہ تم میں وحدت نہ ہو۔

کیا آپ خوش ہیں؟

برکاتِ خلافت

(از مکرّم مولوی حکیم محمد دین صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ)

خلافت کی حقیقت

سیدنا حضرت یحییٰ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب شہادت القرآن میں خلافت کی حقیقت بیان فرمائی ہے کہ :-

”خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظاہری طور پر رسول کے کمالاً اپنے اندر رکھتا ہو۔ اس واسطے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو۔ کیونکہ خلیفہ دراصل رسول کا ظلّ ہوتا ہے۔ اور چونکہ کسی انسان کیلئے دائمی طور پر بقاء نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اعلیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تاقیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجزیکرنا دنیا کبھی بھی اور کسی زمانہ میں بھی برکات رسالت سے محروم نہ رہے“ (شہادت القرآن ص ۵۵)

دوسری جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی لکھا ہے کہ انبیاء و رسل کے علاوہ مشائخ کی وفات پر بھی ایک زلزلہ آتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اسے مٹاتا ہے۔ گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک خلافت متبوع کے وجود کا ظلی طور پر دنیا میں لمبے عرصہ تک قائم و باقی رہنا ہے تا دنیا متبوع کی برکات سے لمبے عرصہ تک متمتع ہوتی چلی جائے۔

منصبِ خلافت

خلافت کی برکات جاننے کے لئے پہلے نبی متبوع کے منصب کا علم ضروری ہے۔ یہاں سے یہ اندازہ ہو سکے کہ نبی کے ذریعہ جس کی تخریری ہوتی ہے خلافت میں ان پودوں کی نشوونما پکھڑائی گھٹتی ہے۔ اور آیا خلافت انہی تاثیروں کو کامیاب طور پر دنیا میں پھیلا رہی ہے۔ پس ان تاثیروں کے دنیا میں رد و افزوں ترقی کے ساتھ پھیلتے چلے جانے سے خلافت کی برکت خود بخود ظاہر ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے پہلے اس کو دیکھنا چاہیے کہ اس کے پس و کیا کام خدا تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ

قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فریضہ اور منصب بیان فرماتا ہے

يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَ يُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۔

(۱) یعنی خدا تعالیٰ کی آیات لوگوں پر پڑھے۔
(۲) ان کا تزکیہ کرے۔
(۳) انہیں کتاب اللہ سکھائے۔
(۴) ان کو کتاب اللہ کی حکمت سکھائے۔

یہ چاروں کام ہیں جن کے کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا یا۔ حضرت سید المرسلین نے یہ کام بدرجہ احسن کر کے دکھائے۔ یہی کام آنحضرت صلعم کی نیابت میں اس وجود کو کرنے چاہئیں جسے خلیفہ کہتے ہیں۔

نظامِ خلافت

اسلام میں نظامِ خلافت ایک نہایت عجیب و غریب بلکہ عظیم المثال نظام ہے۔ یہ نظام موجود الوقت سیاسیات کی اصطلاح میں نہ تو پوری طرح جمہوریت کے نظام کے مطابق ہے اور نہ ہی اسے موجودہ زمانے کی ڈکٹیٹر شپ کے نظام سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ بلکہ یہ نظام ان دونوں کے بین بین ایک علیحدہ قسم کا نظام ہے۔ جمہوریت کے نظام سے تو وہ اس لئے جدا ہے کہ جمہوریت میں صدر حکومت کا انتخاب میعادى ہوتا ہے۔ مگر اسلام میں خلیفہ کا انتخاب میعادى نہیں بلکہ عمر بھر کے لئے ہوتا ہے۔ دوسرے جمہوریت میں صدر حکومت بہت سی باتوں میں لوگوں کے مشورہ کا پابند ہوتا ہے۔ مگر اسلام میں خلیفہ کو مشورہ لینے کا حکم تو بے شک ہے مگر وہ اس مشورہ پر عمل کرنے کا پابند نہیں۔ بلکہ مصلحت عامہ کے ماتحت اسے روک کر دوسرا طریق اختیار کر سکتا ہے۔ دوسری طرف یہ مقام ڈکٹیٹر شپ سے بھی مختلف ہے۔ کیونکہ اول تو ڈکٹیٹر شپ میں میعادى اور غیر میعادى کا سوال نہیں ہوتا اور دونوں صورتیں ممکن ہوتی ہیں۔ دوسرے ڈکٹیٹر کو عموماً کئی اختیار حاصل ہوتے ہیں حتیٰ کہ وہ حسب ضرورت پرانے قانون کو بدل کر نیا قانون جاری کر سکتا ہے۔ مگر نظامِ خلافت میں خلیفہ کے اختیارات بہر صورت شریعت اسلامی اور نبی متبوع کی قیود کے اندر محدود ہیں۔ اسی طرح ڈکٹیٹر مشورہ لینے

کا پابند نہیں مگر خلیفہ کو مشورہ لینے کا حکم ہے۔ غرض وہ حقیقی فرق جو خلافت کو دنیا کے جملہ نظاموں سے بالکل جدا اور ممتاز کر دیتا ہے وہ اس کا دینی منصب ہے۔ خلیفہ ایک انتظامی افسر ہی نہیں ہوتا بلکہ نبی کا قائم مقام ہونے کی وجہ سے اسے ایک روحانی مقام بھی حاصل ہوتا ہے۔ وہ نبی کی جماعت کی روحانی اور دینی تربیت کا نگران ہوتا ہے۔ اور لوگوں کیلئے اسے عملی نمونہ بننا پڑتا ہے۔ اور اس کی سنت سند قرار پاتی ہے۔ پس اس قسم کے روحانی نظام میں میعادى تقرر کا سوال ہی نہیں اٹھ سکتا۔ اور ایسا وجود ایک وقت میں صرف ایک ہی ہوتا ہے۔

خلافت کی اقسام

قرآن مجید کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ خلافتیں تین قسم کی ہیں۔

(۱) خلافت نبوت :- جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت تھی۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”اِنِّیْ جَاعِلُکَ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً“ میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اب آدم علیہ السلام کا انتخاب نہیں کیا گیا۔ اور نہ وہ نبوی بادشاہ تھے۔ ابھی معنوں میں حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی خلیفہ کہا گیا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی فِیْضَلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ط رَاٰ الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ یَّمْسُوْا مِنْهُ الْحِسَابَ ۝

(سورہ صافات ع ۲۷)

اے داؤد! ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام چونکہ نبی تھے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ یہاں خلافت سے مراد خلافت نبوت ہی ہے۔

(۲) دوسری خلافت جو قرآن مجید سے ثابت ہے وہ خلافت ملوکیت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ حضرت ہود علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے

کہا کہ :-

وَ اِذْ کُرُوْا اِذْ جَعَلْکُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ مِّنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَ زَادَ کُمْ فِی الْخَلْقِ بَصۜطَۃً ۚ فَاذْکُرُوْا الْاَلَّۃَ اللّٰہِ لَعَلَّکُمْ تَقْلَحُوْنَ ۝

(سورہ اعراف ع ۹)

اسی طرح حضرت صالح علیہ السلام کی زبانی فرماتا ہے :-

وَ اِذْ کُرُوْا اِذْ جَعَلْکُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ مِّنْۢ بَعْدِ عَادٍ ۔

(اعراف ع ۱۰)

ان آیات میں خلفاء کا جو لفظ آیا ہے اس سے مراد صرف دنیوی بادشاہ ہیں۔ اور نعمت سے مراد صرف نعمت حکومت ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نصیبت کی ہے کہ تم زمین میں عدل و انصاف کو مد نظر رکھ کر تمام کام کرو ورنہ ہم تمہیں سزا دیں گے۔ ان دو قسم کی خلافتوں کے علاوہ :-

(۳) نبی کے وہ جانشین بھی خلیفہ کہلاتے ہیں جو اس کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں یعنی اس کی شریعت پر قوم کو چلانے والے اور ان میں اتحاد قائم رکھنے والے ہوں۔ خواہ وہ نبی ہوں یا غیر نبی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام موعود راتوں کے لئے طور پر گئے تو اپنے بعد انتظام کی غرض سے انہوں نے حضرت ہارون علیہ السلام کو کہا :-

اُخْلِفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَ اَصْلَحْ وَلَا تَتَّبِعِ سَبِیْلِ الْمُفْسِدِیْنَ ۔

(سورہ اعراف ع ۱۷)

اس آیت سے ثابت ہے کہ وہ ایک تابع نبی تھے۔ اور ایک حکران نبی کے خلیفہ بھی تھے یہ خلافت، خلافت نبوت نہ تھی بلکہ خلافت انتظامی تھی۔ اس قسم کی خلافت بعض دفعہ خلافت انتظامی کے علاوہ خلافت نبوت بھی ہوتی ہے۔ یعنی ایک سابق نبی کی اُمت کی درستی اور اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ بعض دفعہ ایک اور نبی مبعوت فرماتا ہے۔ جو کوئی نئی شریعت نہیں لاتا۔ جہاں تک شریعت کا تعلق ہوتا ہے وہ پہلے نبی کے کام کو قائم رکھنے والا ہوتا ہے اور اس لحاظ سے پہلے نبی کا خلیفہ ہوتا ہے لیکن عہدہ کے لحاظ سے وہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”ہم نے تورات کو یقیناً ہدایت اور نور سے بھر پور کیا ہے۔ اس کے ذریعہ سے انبیاء جو (ہمارے) فرمانبردار تھے اور عارف اور بانی علماء بہ سبب اس کے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی حفاظت چاہی گئی تھی وہ (باقی دیکھئے صفحہ ۱۳ پر)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الوصیت کی اہمیت و عظمت

(محترم شیخ مبارک احمد صاحب سیکرٹری فضیل فرائڈ نیشن - راجستھان)

سیدنا حضرت سید موعود علیہ السلام کی تصنیفات انتہی سے کچھ زائد ہیں۔ اور حضور کی عمومی ہدایت اگرچہ یہی ہے کہ جو تین بار میری کتابوں کو نہیں پڑھتا مجھے ان کے ایمان کے بارہ میں خدشہ ہے۔ لیکن رسالہ الوصیت جو حضور علیہ السلام کی وفات سے تین سال قبل کی مختصر تصنیف ہے اس کے بارہ میں حضور کا مندرجہ ذیل خصوصی ارشاد ہے:-

"خدا کا ایک صاحب ہماری جماعت میں سے ہے جس کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے دوستوں میں اس کو مشہور کریں اور جہاں تک ممکن ہو اس کی اشاعت کریں اور اپنی آئندہ نسل کے لئے اس کو محفوظ رکھیں اور..... مخالفوں کو بھی مناسب طریق پر اس سے اطلاع دیں۔ اور ہر ایک بدگوئی پر صبر کریں اور دعائیں لگے رہیں۔ وَاخْرُجُوا نَا ان الْحَمْد لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّم"

حضور کے اس خصوصی ارشاد کو خاک نے جب پڑھا اور رسالہ الوصیت کا پتلا دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضور نے آئندہ نسل کے لئے اس کو محفوظ رکھنے اور جہاں تک ممکن ہو سکے اس کی اشاعت کے لئے جو تاکید فرمائی وہ بہت سی اہم باتوں - اہم پیشگوئیوں اور اہم نظام کے قیام کی وجہ سے ہے۔ اس سلسلے میں پانچ اہم باتوں کی نشاندہی کی جاتی ہے جن کے متعلق حضور علیہ السلام نے اس مختصر رسالہ میں توجہ دلائی ہے اور جن کے پیش نظر رسالہ الوصیت کو خاص طور پر اہم و اہم قرار دیا گیا ہے۔ لکھنے اور دوستوں میں مشہور کرنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے:-

اول اس میں خدا تعالیٰ کے اس پاک کلام سے حضور نے آگاہ فرمایا ہے جن میں مشہور اہم اور عظیم المرتبت پیشگوئیاں

کا ذکر ہے۔ جن میں سے کئی ایک اپنے وقت پر پوری ہو چکی ہیں اور کئی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے آداب سے پوری ہوں گی۔ اور جن کے کمال پھر سے اللہ تعالیٰ کی ادر برکت ہستی کا زندہ ثبوت ملتا ہے اور یہ پیشگوئیاں دو قسم کی ہیں۔ آپ کی اپنی ذات کے متعلق جن میں آپ کی وفات کے متعلق خبر ہے اور متعلق امور کے متعلق جن سے آپ کی صداقت اور عظمت کا اظہار ہوگا۔ دوسرے متعلق مخالفین اور شرارت کرنے والوں کے متعلق پیشگوئیاں اور سو اثبات کی شدت کا ذکر جو قیامت کا نمونہ ہوں گے اور بہتوں کی زندگی تلخ ہو جائے گی اور ایسے زلازل آئیں گے جن سے زمین تہ و بالا ہو جائے گی۔ اس مصیبت کی گھڑی اور خطرناک حوادث و زلازل سے بچنے کا حضور علیہ السلام نے راستہ بھی بتا دیا اور فرمایا:-

"راستہ باز بنو اور تقویٰ اختیار کرو۔ تا پنج جاؤ۔ آج خدا سے ڈرو تاکہ اس دن کے ڈر سے اس میں رجوع ضرور ہے کہ آسمان کچھ دکھادے اور زمین کچھ ظاہر کرے۔ لیکن خدا سے ڈرنے والے بچائے جائیں گے۔" (الوصیت ص ۱۸)

دوم۔ خدا تعالیٰ کی اس سنت کا ذکر فرمایا کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی بد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جن وقت کی تخم ریزی نبیوں اور رسولوں کے ہاتھ سے کر داتا ہے۔ لیکن اس کی تکمیل ان کے مخالفین سے کر داتا ہے۔ نبی کی وفات کے بعد خلفاء کا سلسلہ جاری فرماتا ہے۔ مجھے حضور نے قدرت ثانیہ قرار دیا۔ حضرت سید موعود علیہ السلام چونکہ خدا کے مامور تھے۔ حضور نے قدیم سنت اللہ موعود نظر رکھتے ہوئے اپنے احباب کو توجہ دلائی ہوئے تحریر فرمایا:-

"سوائے غریب و سبک قدیم سے سنت اللہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ دو تہ تہ دکھلاتا ہے نامحفلوں

کو دیکھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سوائے ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری کتابت سے (وفات کی خبر دینے سے) ہلکے مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دو تہ قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دوں گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

(الوصیت ص ۱۸)

حضرت سید موعود علیہ السلام کی اس تحریر سے اور الوصیت کی اس ماحول تحریر سے مندرجہ ذیل امور کی وضاحت ہوتی ہے:-

(۱) قدرت ثانیہ خلفاء ہی کا نام ہے کیونکہ حضرت سید موعود علیہ السلام نے اس رسالہ میں تحریر فرمایا "تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔" (الوصیت ص ۱۸)

(۲) انبیاء کے بعد سنت امتلاؤں کا اتنا قاعدہ ہوتا ہے اور امتلاؤں کا خلفاء کے ذریعہ ازالہ کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت قدیم ہے۔ ہر ایک نبی کی امت سے یہ معاملہ پیش آیا اور یہ سنت قدیم سلسلہ احمدیہ میں بھی ضرور پوری ہوگی۔ جیسا کہ حضرت سید موعود علیہ السلام نے فرمایا "سوائے ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔"

(۳) قدرت ثانیہ کے سلسلہ کو ہم بخشا جیسے کہ یعنی خلافت احمدیہ کے سلسلہ کو ہم ام نعیم ہوگا۔ اور نالیا امت سلسلہ احمدیہ میں خلفاء آتے رہیں گے۔ جماعت نظام کو ایسا استحکام نصیب ہوگا کہ خدا تعالیٰ کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ کیونکہ حضور نے فرمایا وہ دائمی ہے جس کا

سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ (۴) ان تحریرات سے ظاہر ہے کہ وہی قدرت کا ظہور حضرت سید موعود کی وفات کے بعد ہوگا۔ یعنی آپ کے جانے کے بعد دوسری قدرت آئے گی۔ آپ فرماتے ہیں "اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔" (۵) یہ خلافت کا سلسلہ شخصی خلافت کی صورت میں ہوگا نہ کہ انجمن یا ادارہ پورے کی صورت میں۔

رسالہ الوصیت جس کی اہمیت کے پیش نظر حضور نے یہ تاکید فرمائی کہ اسے آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ رکھا جائے۔ تو غور سے پڑھنے سے یہ بات واضح ہے کہ حضور کے ذہن مبارک میں جماعت کی دینی تربیت اور روحانی ترقی اور غلبہ اسلام کی ہم کو کامیاب بنانا اور آپ کے مشن کو کامیابی سے نفاذ کرنے کے لئے ضروری تھا آپ کے بعد برکات خلفاء کا سلسلہ جاری ہوگا جماعت دل و جان سے ان سے تعاون کرے و باہر داری کرے۔ ان کا مقصد ہے اور یہ ایک قسم کی قربانی میں حصہ لے کر خدائیت کا نمونہ پیش کرے اور نہ صرف ایک نسل بلکہ آئندہ نسلوں میں اس وصیت کے مطابق عمل در آکر یہ مادہ بھی ترقیات اور برکتوں سے حصہ وافر پاکیں۔

سوم۔ نہایت پاک اعلیٰ اور نور انداز میں جماعت کے افراد کو تعلیم سے نوازا ہے۔ اور یہ خوشخبری دی ہے کہ خدا تعالیٰ کے قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیارا کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقع ہے کہ وہ اپنے جوہر کھلا دیں اور خدا سے خاص انعام پادیں۔

خدا تعالیٰ سے خاص انعام پانے اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا طریق بھی آپ نے بتایا اور یہ تعلیم دی:-

"ان کو ان فضلوں سے کیا نائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدم صدق نہیں رکھتا۔ دیکھو میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی پاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی طرف رجحان ہے اور اس نفس سے جہنمیت قریب ہے۔" (۱) ہم ارادہ دیکھتے ہیں بلکہ نہ دیکھتے کچھ دنیا کے لئے۔ پس اگر تم دنیا کی ایک ذرہ بھر لی اپنے غرض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں

جنت میں۔ اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو۔ تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمہاری مدد کرے گا۔ بلکہ تم اس حالت میں زمین کے کپڑے ہوئے اور تھوڑے ہی دنوں تک تم اس طرح ہاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ کپڑے ہاک ہوتے ہیں۔ اور تم جس خدا نہیں ہوگا جو تمہیں ہاک کر کے خدا خوش ہوگا۔ کیوں اگر تم اپنے نفس سے حقیقت مر جاؤ گے۔ تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے۔ اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہو گے اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواروں میں ہے اور وہ گھر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔ (الوصیت صفحہ ۱۸)

حضرت علیہ السلام نے اپنی جماعت کو خدا کی برگزیدہ قوم بنانے کیلئے یہ نسخہ تمہیں تجویز فرمایا جس کے استعمال سے خدا تمہارے لئے کائنات کی اصلاحات کا حصول ممکن ہو جاتا ہے۔

جہادِ اہم۔ ایک اہم اور ضروری مسئلہ جس کی وضاحت حضور علیہ السلام نے سالہ الوصیت میں فرمائی ہے۔ نبوت کا مسئلہ ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام خاتم النبیین کا ایک عظیم اور بیحد مقام ہے یہ وہ مقام ہے جو کسی اور نبی کو حاصل نہیں ہوا ہے اس مقام کی ایسی تشریح کرنا جس سے حضرت کے اس مقام کی پوری شان اور اعلیٰ اہمیت اجاگر نہ ہو۔ یقیناً خدا تعالیٰ کی مشائخہ مختلف ہے۔ ان تمام توضیحات اور تشریحات کو جو اس مقام کو صحیح طور پر بیان نہیں کرتی۔ حضور نے رد کرتے ہوئے فرمایا:-

”وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعالی میں اور قدر میں۔ اور اسی تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک دروازہ جو فرقان مجید نے کھولا ہے اور تمام جوتی اور کشتیاں جو پہلے گم ہو گئیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی۔ کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پریشانیوں اور ہادی ہے اور جو اہل کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچا نیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں، اسی کے اندر ہیں۔ نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں تھی اس لئے اس نبوت پر سب جو توفیق کا خالص ہے اور جو چاہیے

حقاً۔ کیونکہ جس چیز کے لئے آغاز ہے اس کیلئے ایک انجام بھی ہے لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے ناقص نہیں بلکہ سب بنوئوں سے زیادہ اس میں فیض ہے اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی نسبت اور اس کے مکالمہ محافلہ بہت سے بڑھ کر انجام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا۔۔۔۔۔ اور جبکہ وہ مکالمہ محافلہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر اور غیبی پوشش کی صورت دہی دہ سر سے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔“

(الوصیت صفحہ ۱۵-۱۶)

پہنجم۔ رسالہ الوصیت کے آخر میں اس نظام کو جو ہماری جماعت میں نظام وصیت نامہ معروف ہے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جب آپ کی وفات کی خبر دی گئی تو ایک خاص جگہ آپ کو دکھائی گئی۔ یہاں ایک قبر تھی جو چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام سہلی چاندی کی تختی تھی آپ کو بتایا گیا کہ یہ آپ کی قبر ہے اس کے علاوہ ایک اور جگہ دکھائی گئی اور اس کا نام ہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ یہ ان لوگوں کی قبریں ہیں جو ہشتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اعلام پر آپ نے اپنی ملکیت کی ایک زمین قبرستان کے لئے تجویز فرمائی۔ اور خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ خدا اس میں برکت دے اور اس کو ہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک لوگوں کی خواہش ہو جنہوں نے درحقیقت وہی کو دنیا پر مقدم کر دیا۔ اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے اور ایک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح ڈھار کا اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یا رب العالمین۔“

(الوصیت صفحہ ۱۲)

پھر حضور نے دوسری مرتبہ دعا کرتے ہوئے کہا:-

”اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع میرے پیچھے اور دنیا کی اغرائی کی طوفانی ان کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یا رب العالمین۔“

پھر حضور نے تیسری مرتبہ دعا تعالیٰ سے اس طرح استعانت چاہتے ہوئے کہا۔

”پھر یہی تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ

اے میرے قادر کریم۔ اے خدا تعالیٰ حضور درجیم۔ تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرضی نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اور جبکہ حق ایمان اور اطاعت ہے سچا بھلا ہے۔ اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جانا نہ کرے۔ جس سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ بدظنی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفا دار ہیں اور پورے ادب و انشراح ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یا رب العالمین۔“

یہ کیلئے بابرکت نظام وصیت ہے۔ اور یہ ہمیشہ مقبرہ کباب بابرکت قبرستان ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ کے مامور اور فرستادہ نے تمام دنیا میں کر کے ان نیک دل اور بزرگ نفس اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لیا اور ان کو اپنا ایثار قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کر لیا اور ان کو نوازنا ہے۔ اور پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں کو شرف قبو لیت بخشا گیا ہے اور بڑی بڑی انبیا میں آپ کو اس قبرستان کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہیں۔ چنانچہ حضرت علیہ السلام اپنے رسالہ الوصیت کے ص ۲ پر اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”اس قبرستان کیلئے بڑی بھاری نشانی تجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے فرمایا کہ یہ مقبرہ ہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ ان لوگوں کو دیکھو کہ رحمت پروردگار کی رحمت ان قبرستان میں فرمادی گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔“

اس غرض کیلئے کہ یہ پاک اور نیک دل لوگوں کی خواہش ہے حضور نے چند شرائط مقرر فرمائے ہیں جن کا ذکر رسالہ الوصیت کے آخر میں حضور نے ذکر فرمایا ہے اور بار بار ان کا تذکرہ احباب کے سامنے آتا رہتا ہے لیکن غیبی و شریعتی علاوہ دیگر ضروری تفصیلات کے جو دنوں میں ان کے لئے ہے وہ یہی ہے کہ متقی ہو۔ عمرات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف سلاط ہو۔ مالی قربانی کے ساتھ ساتھ مندرجہ بالا شرط بنیادی شرط کی حیثیت رکھتی ہے جس کی طرف بہت غصہ و نفرت کی ضرورت ہے۔

یہ ایک اہم نظام ہے نہ اغرائی نفسانیت پر مبنی ہے اور نہ ہی بدعت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص شہیت سے اس نظام کے ذریعہ میں اور منافقین غیور کرنے کا طریق جاری فرمایا ہے جبکہ وہ سخت زلزلہ جو زمین کو تہ و بالا کر دیا اور جو

کہ تیرے، اور وہ بلاؤں کے دن جو نزدیک ہیں اسی بابرکت نظام الوصیت کے مطابق ایسا راہ و ترقی و مدد پاک تبدیلی کرنا انسان اور صاف اور سچا اور پرہیزگار اور متقی مسلمان بچا یا جائیگا اور فرستادہ الہی کے مقیم فی قیام حقیقی مومن اور اس کے ذریعہ میں سابقین اور میں ملکا جائے گا۔ لیکن ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کر کے اس قسم کو مانا ہے وہ خدا کے دقت آدھار کر کے گا کہ کاش میں تہا جہاد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دیتا اور اس خدا سے بچ جاتا۔“

(الوصیت صفحہ ۱۸)

الغرض وصیت کا نظام ایک اہم نظام ہے اور اس تمام نظام پر خدا سے جو اسلام نے قائم کیا ہے اور اس نظام کے ذریعہ میں کئی مصلحتیں کی مالی قربانی کے نتیجہ میں جو مال اکٹھا ہو رہا ہے یا اکٹھا ہوگا اس مالی کا فوائد ازہ بھی لگانا مشکل ہے دنیا کی حکومتوں کے محاسب بھی اس کے مقابل میں آدھے ہوں گے یہ مال صرف فطری اشاعت اسلام کیلئے ہی نہیں ہوگا بلکہ اس نظام کی تفصیلات اور شرائط اور متعلقات واضح کر رہی ہیں کہ یہ اسلام کی فطری اشاعت و دنوں کیلئے ہوگا بلکہ جیسا کہ حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر فرمایا کہ وصیت کے نظام میں اس لئے نظام کی تکمیل ہی شامل ہے جس کے ماتحت ہر فرد بشر کو باعزت و رتبی کامیاب کیا جائے گا۔ جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو فقر تبلیغ ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دیکھ دو دیکھ دو دنیا سے انشاء اللہ ملنا دیا جائیگا۔ یتیم بھیک نہ مانگے گا مرنے والوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی بے سامان پریشان نہ پھرے گا کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی جو ان کی باپ ہوگی غورتوں کا سہارا ہوگی اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشامی ہوئے ساتھ بھائی بھائی کی اس ذریعہ سے مدد کرے گا اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھائے میں رہے گا نہ غریب نہ قوم سے قوم لئے گئے۔ بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا۔“

وہی نظام (وصیت)

میں مبارک ہے وہ لوگ جو اپنے آقا اور پیشوا مامورین اللہ کی آواز پر بیکسکتے ہوئے رسالہ الوصیت کا نہ صرف مطالعہ بلکہ اس میں بیان کردہ اہم امور کو اپنے پہلے ذمہ قرار دینے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں اور نظام وصیت کو قائم کرنے کے لئے دل و جان سے کوشاں ہیں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

حَقِّرَ مَوْلٰی نُوْر الدِّیْن خَلِیْفَۃُ الْمَسِیْحِ الْاَوَّلِ رَحِمَ اللہُ عَنْہُ

چند یادیں اور تاثرات

از محترم صاحبزادہ عبدالرحیم خان صاحب خالد بار ایٹ لاہور ابن نواب محمد علی خان نانا آٹ نالیر کوٹہ

حضرت نور الدین اعظم خلیفہ المسیح اولیٰ نہایت سادہ لباس تھے۔ پاباہر جو جہان نیک میری یاد رہی کرتی ہے میں نے شاید ہی پہنے کبھی دیکھا ہو۔ لیکن ہر موسم گرم کلاں ہی حافظہ نے یاد رکھا ہو، جیسا میرا امیر شیشی داتا شاہ ہے آپ تہ بند پوش تھے۔ موٹا گھول آستینیں ساکرتا جس کا کسی فیشی سے قلعہ نہ تھا۔ گریبان لیکن ہر موسم سرماییں بند کر بیٹے ہوں۔ مگر مجھے قیومی یاد ہے کھلا گریبان پہنے کے سفید بال باہر کو جھانکے نظر آتے تھے۔ آپ کے ہونٹ اور ناک موٹے سا نولہ رنگ لیکن بے عمر بڑی ہونے کے باعث رنگ سا نولہ پڑ گیا ہو۔ گول حنا سے رنگی ہوئی گھیرے دار ڈاڑھی۔ منہ نہ کر یہ سب اعضاء چہرہ خوب پر بہت چمکتے تھے۔ اس معمولی چہرے لباس کے ساتھ مجھے نولہ پر بہت پیارا آتا تھا۔

جب درس کے لئے آپ شام کو مسجد اقصیٰ کی طرف جایا کرتے تھے بسا اوقات آپ سے راستہ میں ملنا ہو جاتا تھا۔ آپ کے ہاتھ میں قد آدم ایک ٹھیکڑا کرتی تھی جسے نیک کر آپ درس قرآن شریف دیا کرتے تھے۔ راستہ میں جب کبھی آپ سے ملنا ہو جاتا تو آپ نہایت محبت سے

بازو کو پکڑ کر ساتھ لے لیا کرتے تھے۔ میں بھی ادب سے آپ کے ساتھ ہو جاتا تھا۔ وہ ایک باتیں کرنے کے بہرہ و سلسلہ کلام پھر شروع فرماتے جو میری حاضر ہی سے منقطع ہو چکا تھا بہر حال آہستہ آہستہ مسجد میں ہمارا یہ فقرہ سا قافلہ پہنچ جاتا۔ دراصل آپ نکلنے تو تنہا اور اکیلے تھے مگر راستہ جو کوئی قضا ساتھ ہو جاتا تھا۔ شام کے وقت ہم سب کی منزل مقصود مسجد ہی ہوتی تھی۔ جہاں سب اس خیال سے جاتے تھے کہ آپ کے درس کو سنیں۔ بالعموم میں آپ کے تہذیب ہی جھانکنا تھا۔ ایک دن بدقسمتی شہسوار خوش قسمتی تھی۔ آپ نے اپنا قرآن شریف نکال کر مجھے دیا اور فرمایا میں آج کا درس نکال دوں گا کہ اس کو سلام تھا کہ اس دن کا درس کوئی سنا ہے۔ میرے پاؤں تلے سے زمین ٹھٹھکی اور میں کچھ بہت سا بھگیا۔ مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی دشتی نالیر نہایت

نیک اور شریف انسان تھے انہوں نے میری پریشانی کو میرے چہرے سے پڑھ لیا فرماتے تھے کہ سپارہ۔ میں نے وہ کمال کرپش کر دیا۔ فرماتے تھے میں انہوں سے ملنے آج کا درس بھی معلوم نہیں۔ آپ کے اس نوعیت کے ناراضگی کے الفاظ نے مجھے لا جواب بنا دیا مگر مولوی اسماعیل صاحب۔ خدا ان کو وارث فرما دے۔ میری امداد کے طور پر فرماتے تھے۔ حضرت آج کا درس بھی ہے۔ اللہ اللہ وہ نامہ فاضل۔ سمجھیں ہی بزرگ اپنی غلطی پا کر مجھ جیسے ۱۲-۱۵ سالہ بچے سے مخاطب ہو کر فرماتے تھے میں اس صاف کرنا مجھ سے ہی غلطی ہوتی۔ کیا اخلاق کی بناء ہی آپ نے پائی تھی۔ مولوی عبدالحمید آپ کے فرزند اکبر بھی اس زمانہ میں ۱۳-۱۴ سالہ بچے تھے۔ ان کو مغرب اور عشاء کے درمیان آپ درس دیا کرتے تھے۔ میرے بچپن بھائی میاں عبداللہ غاں اور ملک غلام فرید جن کو ہم بابا غلام فرید کہا کرتے تھے۔ یہ ہمارے کلاں فیلو تھے ان کی بہن عبداللہ خاں سے بہت مدد ملتی پید ہو گئی تھی۔ یہ نیک لڑکے تھے عبداللہ خاں بھی ابتداء سے ہی دینی مشاغل میں دبیچے رہتے تھے۔ بہر حال انہوں نے والد سے اجازت لے کر اس درس میں روزانہ جانا شروع کر دیا۔ بابا غلام فرید کلاں میں بھی نہایت ہر بار دھکا تھا۔ یہ ہماری کلاں کا مانیٹر تھا۔ انہوں نے مجھے بھی ساتھ لیا۔ یہ درس حضرت خلیفہ اولیٰ اپنے مکان میں ہی دیا کرتے تھے۔ ایک کچا سا کھٹا جس میں دس بیس آدمی بیٹھ سکتے تھے۔ کچا فرش بگڑا اس پر چٹائی پورے کمرے کے ساڑھے تین کچے رہتی تھی۔ ایک چمن والا میب اور اس کی روشنی کسی طرح سے بھی اس کمرے کے لئے کفایت نہیں کرتی تھی پہلے دن بتلا سے قیام کئے گئے۔ میری اور میاں عبداللہ خاں کی موجودگی کو پا کر آپ نہایت خوش ہوئے۔ کتے بڑے الفاظ آپ نے فرماتے کہ یہ کمرہ ان سر در بچوں کی موجودگی کے باعث فور سے تعمیر کیا ہے یہ لا محض ترغیب و تقریریں تھیں ہم کچھ جہیز سے وہ خود فرماتے۔ حضرت سید محمد کوچہرہ ذکر ان کے علم و فضل کی روشنی سے تادیان جھگا رہا تھا۔ میاں عبداللہ خاں نے اس درس میں روشنی کی کمی کو محسوس کرتے ہوئے

ایک گیس کا سیٹنگ ڈالا مگر سے لاکر لگا دیا ہم بچوں کے ساتھ بے مدد غفلت فرماتے۔ ستر بار کھڑے ہو کر تقریر فرماتے وقت میرے شانوں پہا پنا ایک پاؤں رکھ دیتے اور میرے شانوں کو بعض باتیں جو جوانی کی عمر کے قریب پہنچنے والوں کے لئے ان کی آئندہ زندگی کے لئے مفید ہوتی رہیں نیشن کرانے کے لئے۔ خوب بتاتے بعض مرتبہ یہ بھی فرماتے "خوب سن نور الدین کی یہ نصیحت ہے ایک مرتبہ مولوی عبدالحمید الہی آپ کے فرزند اکبر کے درس میں آپ نے ہمارا استمن لیا۔ نقیرا ایک لفظ قرآن شریف میں آتا ہے۔ جہاں کاتر جہاں آپ نے چند دن پہلے فرمایا تھا۔ چنانچہ میاں عبداللہ خاں سے پوچھا۔ وہ نہ بتلا سکے۔ پھر مولوی عبدالحمید نے ہاتھ اٹھایا۔ ساتھ ہی میں نے بھی ہاتھ اٹھایا۔ مولوی عبدالحمید نے کہا کہ کھجور کے بیج میں کوئی چیز ہوتی ہے اسے فقیر کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں درست ہے مگر غلطی بھیج نہیں سمجھ سے پوچھا۔ میں نے کہا کہ نقیرا کھجور کے اندر ایک پردہ ہوتا ہے۔ آپ نے بھیج بتلانے والے کے لئے ایک روپیہ انعام رکھا تھا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا نصف کے تم حقدار ہو نصف کا میرا بیٹا۔ مگر یہ وہ آپ نے میری طرف پھینکا۔ مولوی عبدالحمید کہنے لگے لاؤ میرا نصف۔ چنانچہ میں نے ان کو آٹھ آنے آپ کے سامنے ہی دے دیے۔ کئی مرتبہ آپ نے ہم تینوں بھائیوں کو اپنے مکان پر بلوایا اور فصاحت کئے۔ مولوی عبداللہ کا درس سنا بعد مغرب پڑا کرتا تھا۔ محمود اللہ شاہ مرحوم جو میرے بھائی تھے عمر بھر ناز پڑھایا کرتے۔ یہ تھے ایک دن ناز مغرب شروع ہو گئی تھی ناز کے دوران میں وہاں سپنا۔ سح آب کے سب نیچے چٹائیوں پر ناز پڑھ رہے تھے۔ لیکن حضرت خلیفہ ثانی نے ایک چارپائی پر بیٹھے قریب جماعت تھے۔ محمود اللہ شاہ سے فریاد کیا انہوں نے بتلایا میاں صاحب کو شہید سر در دے میاں صاحب سے آپ کو بے حد محبت تھی اور بار بار لوگوں سے دریافت فرماتے اب مصیبت کیسی ہے سید حکیم ایسے تھے کہ ایک مرتبہ والد کو دانت کا درد تھا۔ حضرت مولوی صاحب نے آپ کو عیب علاج بتلایا۔ اگر میں غلطی

نہیں کرتا ہوں آپ نے انگوٹھے پر پسینہ صوابا بات تو غصہ کی ہے۔ لیکن اس بیان میں غلطی ہو۔ میرے والد کے انگشت پر جھانکا پیدا ہو گیا اور ساتھ ہی دانت کا درد بند ہو گیا درست ہے۔ انگوٹھے اور انگشت شہادت کی درمیانی جگہ پر پسینہ صوابا وہاں جھانکا تھا اور درد ختم ہو گیا۔ مبارک ہے ہم ۱۹۶۹ء میں موجودہ والد کے خلیفہ پیر ہر کالج کے قریب دارالسلام کوٹھی میں پہلے گئے۔ حضرت مولوی صاحب وہاں گھوڑی برسوار ہو کر تشریف لایا کرتے تھے۔ ان ارد کے ہمارے گھر آنے پر آپ کا آنا جانا زیادہ ہو گیا تھا۔ والدہ کو اپنے بچوں سے بھی زیادہ پیار کرتے تھے۔ ان سے جب ہم کلام ہوتے ان کا لہجہ بہت محبت بھرا ہوتا۔ انہیں کچھ تھا۔ لیکن اس وقت بھی مجھے اس خاص شفقت پیری کا احساس تھا۔ اور غمو مان کے علاج کے لئے آیا کرتے تھے کیونکہ بھائی اور بہنیں بے ہودہ جگہ سے پہا ہوئی۔ آپ خود ہی رنگی کے ایام میں نگرانی فرماتے جہاں میاں عبداللہ خاں کی سبزی گھوڑی برسوار ہو کر آیا کرتے تھے۔ آپ کو سواری کے لئے یہ گھوڑی بہت پسند تھی۔ ایک مرتبہ گھوڑی آنے میں تاخیر ہو گئی۔ شاید ہمارے ہاں آنے کے لئے آپ کو جلدی تھی۔ تو آپ مولوی عبدالحمید کو منہ زور گھوڑی برسوار ہو کر ہماری طرف آنے کہنے غارم ہوئے۔ ابھی رہتی چھتہ وہ گھوڑی پہنچی تھی کہ گھوڑی منہ زور ہو گئی۔ بڑھاپے کا غلہ تھا گھوڑی سے گر پڑے۔ آنکھ کے پاس پیشانی سے نیچے پوٹ آئی جو کچھ غصہ کے بعد تلمسہ منہ لکھ رہا رہاں ہوا بن گئی۔ ڈاکٹر الہی بخش صاحب آپ معالج تھے۔ آپ ردائیں الہی بخش صاحب بہت نیک آدمی تھے مگر آپ کو تکیہ کلام کے طور پر ایک گالی زبان پر چڑھی ہوئی تھی۔ ہر فقرہ میں اس گالی کا ضرور استعمال ہوتا تھا۔ ایک دن ڈاکٹر صاحب فرماتے گئے۔ حضور! یہ روٹی گالی دے کر زخم معنیاب نہیں ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا زخم کو بے تکلف گالی دینا اور پھر آپ کے روبرو۔ لوگوں کو بہت شگفتہ خیز بات سلام ہوتی تھی۔ لوگوں کو علم تھا کہ یہ ڈاکٹر صاحب کا تکیہ کلام ہے اور یہ مجبور ہیں۔ بہر حال یہ زخم جان لیوا بنا۔ آپ نہایت کمزور ہو گئے۔ اس حال جلسہ مدرسہ احمدیہ کے میدان میں تھیں تادیان کے اندر منعقد ہوا۔ آپ کو آواز بہت کمزور تھی اور خطبہ بھی مختصر تھا۔ حضرت خلیفہ ثانی نے قبل خلافت کی کوشش سے حضرت خلیفہ اولیٰ کے اشارہ حکم سے میں ہمارے والد نے سکول میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ مالا محمید

والد سکول ہی داخل کرنے کے سخت خلاف
تھے۔ بہاری عمری سبباً ہی تسلیم کے بھانسا سے
بہت تباہ و زگرگئی تھیں۔ میرے بہادر ایکسپر
عبدالرحمن خاں صاحب تو چھوٹی کلاسز کے
لئے کافی بڑی عمر کے ہو چکے تھے۔ اس لئے ان
کو ایک قسم سے سبکی معلوم دیتی تھی کہ چھوٹے
بھائی بڑی کلاسز میں لے لئے جائیں۔ چنانچہ
انہوں نے اس بنا پر سکول چھوڑ دیا۔ میں نے
اردو میاں عبدالقد خان نے مسلسل تعلیم جاری
رکھا۔ حضرت مولوی صاحبؒ نے مولوی صدر
الدین صاحب ہیڈ ماسٹر کو بلا کر حکم دیا کہ ان کا
خاص خیال رکھا جائے۔ مولوی صدر الدین
صاحب خود بھی ہمیں انگریزی پڑھانے کے
لئے وقت دیا کرتے تھے۔

ہمارے پیدائشی سے قبل آپ وحضرت
 خلیفہ اول (ع) حضرت سیح موعود علیہ السلام
 کے حکم کے مطابق میرے والد کو قرآن شریف
 پڑھانے کے لئے ایک سال سے نائٹ تک
 بخیر والی گوٹ میں جو ہمارا گھر ہے جہاں
 ایک وسیع مکان بنا ہوا تھا اگر ٹمبر ہے۔ ہمارے
 نام بھی آپ نے ہی رکھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ
 التَّوْحِيدِ التَّوْحِيدِ کی چھ تو پوری آپ
 نے ہم نینوں کو بتا دیں کہ وہی اللہ
 میں ایک اور مجھ سے بھی جھوٹا بھائی تھا۔
 رب العالمین کا سلسلہ آغاز فرمایا۔
 کیونکہ مجھ سے چھوٹے بھائی کا نام عبد اللہ
 بھی آپ نے ہی رکھا وہ فوت ہو گیا تھا چند
 روز کے بعد

نادیان میں آپ کے طب میں ایک دو
مرتبہ مجھے جانے کا اتفاق ہوا۔ چٹائی کا
زخا۔ کچا مکان۔ دریاں میں آپ تشریف
فرماہوئے۔ دایسے جانب مولوی قطب الدین
صاحب نسخہ دیکھو کراویہ تیار فرماتے۔ مرض
اور غرباء کا جھگھٹ۔ اس کی کوئی پرواہ نہیں
کہ یہ امیر ہے یا وہ غریب ہے۔ جو بچے آماے
دیکھتے۔ بناخص غضب کئے تھے نبیوں سے
ہی آپ سب روگ کا پتہ چلا دیتے۔ مرض
سے بھی پوچھتے۔ ترجمت یکم نبیوں پر ہاتھ ہوتا۔
اور ساتھ ہی آنکھیں بند کر دیتے۔ اسی طرح سے
غریب کے ساتھ سلوک۔ کوئی کہتا ہے غریب
ہوں۔ بچیاں اور پتلے جوان ہو رہی ہیں شادی
کا خرچ برداشت کرنے کی استطاعت نہیں
کوئی کہتا۔ مدت سے بیمار ہوں تیار دوا کوئی
نہیں ادویہ اور علاج کئے لئے چہ نہیں۔ بہر
حال بھانت بھانت کی ضروریات سیکیں غریب
پیش کرتے۔ جگر کسی کو نہ نہیں کرتے۔ زبانے کہ
اچھا میٹھ جو قسمت میں ہو حکام کو مل جائے گا
آپ کی حکمت کا پرچا تا دیان سے باہر دور
دور تھا۔ کوئی کارسپانڈنس ر خط و کتابت
کئے۔ زلیخہ علاج کرتا۔ کوئی آدمی بھیج کر حال
چکھاتا۔ کہیں کوئی امر خود ہی آجاتا۔ جیسوں رہ

مکر علاج کرتا۔ روپیہ ڈاک کے ذریعہ بھی مریض
 بعد شفا بھیجتے لیکن آپ خود پیسہ روپیہ دے
 کر جاتے۔ مگر آپ خدا پر توکل کر کے جو کچھ آتا
 بھی اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے تھے۔ مگر سے
 ایک تلمدان نے کمرطلب آتے وہی اٹھا کر
 لے جاتے جو کچھ آتا وہ درجہ بدرجہ جو پہلے
 آیا اسے یہ بول کر دے دیتے لو اٹھاؤ یہ
 ہمارا ہی قسمت کا تم کو بھی گیا ہے۔ البتہ
 ایک شخص احمد دین نامی جو ایک آنکھ سے نابینا
 تھا۔ قادیان کی سیدھی سادھی فضا سے زیادہ
 ہوشیار اور چالاک تھا۔ وہ حضرت مولوی
 صاحب سے بے تکلف باتیں بھی کر لیتا تھا اور
 آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ صغریٰ صاحبہ کو بھی
 اعتبار ہی شخص تھا۔ اس کو بیگم صاحبہ نے کہا تھا
 تھا کہ مولوی صاحب خود تو کچھ کر نہیں دیتے
 تم ہی وہاں سے بے پتہ کچھ لے آیا کرتا کہ
 ہنڈیا فوجو لیے یہ چڑھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے اتنے سچے دنا دار
عاشق دوست تھے کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب
لاہور تھے یا کہیں اور۔ وہاں سے حضرت
مولوی صاحب کو تازہ پیچھا۔ آپ مطلب میں
بیٹھے ہوئے تھے۔ مولوی محمد علی صاحب ایم
اے بھی اتفاقاً وہاں موجود تھے۔ آپ انگریزی
خود نہ پڑھ سکتے تھے۔ تا جب آپ کو ملی تو
آپ نے مولوی محمد علی کو تار دے کر کہا بتاؤ
اسی میں لکھا ہے۔ پڑھ کر بولے آپ کو حضرت
صاحب نے بلایا ہے۔ آپ نے فرمایا اور
اصرار کیا کہ اس تار کے پیچھے منہ بتلاؤ۔ مولوی
محمد علی صاحب نے کہا کہ ترجمہ عربی ہو سکتا
ہے کہ آپ فوراً آجائیں۔ آپ پھر کچھ نہیں
بولے۔ ماموشی سے وہی تلمذ ان اٹھایا اور
جس حالت میں بیٹھے تھے، اٹھ کر بنا کہ کئی گھنٹی
سڑک پر گئے۔ بعد میں لوگ آپ کے گھر جا
کر بہتر اور دیگر سامان بیکہ پر لا کر لاتے اور
ڈر کے پل پر آپ کو آن لیا۔ چنانچہ بیکہ پر
بٹھلایا گیا۔ ایک آدمہ آدمی ساتھ ہوا۔

خدا پر توکل اس قدر تھا کہ بیان سے باہر
جیسا کہ سنا ہے آپ جبار اکبر شہر کے خاص
جکیم تھے۔ ہزار ڈیڑھ ہزار روپیہ تنخواہ پاتے
تھے۔ اس زمانہ میں اس قدر سامان آمدنی
بہت تھی۔ مگر آپ کے ساتھ غریب غریب طلب
علم و وریش بے انتہا ملتے جلتے کے اخراجات
روزمرہ آپ ہی کے ہاتھوں پر ہوتے جس کے
باعث یہ آمدنی کفایت نہیں کرتی تھی۔ ایک
ساموکار جو آپ کا بیٹا تھا، ادب کرتا تھا
اور آپ کو حساب کتاب میں صاف سمجھتا
تھا، وقت ضرورت بے دریغ قرض دیا کرتا
تھا۔ آپ پر قرض دو لاکھ کے قریب ہو گیا وہ
جیسا اپنی سوجھ بوجھ کے لحاظ سے سمجھایا کرتا
تھا کہ مولوی صاحب! آپ خود کو نہ پر بار نہ کیا
کریں بلکہ دیکھ تکلیف کے لئے کچھ بھی یا کریں

پناب سنگھ جہاراج کا انتقال ہو گیا۔
 امر سنگھ جہاراج بنا۔ بھائیوں بھائیوں میں
 دیرینہ شکر رنجی کا سلسلہ چلا آتا تھا۔ چنانچہ
 متی کے آوردہ اشخاص کو ۲ گھنٹہ سا شہر
 بدر کا حکم مل گیا۔ حضرت مولوی صاحب بھی مستثنیٰ
 نہ سمجھے گئے۔ گو آپ ایسے پالیسی سے بال
 تر تھے مگر کم فہم جہاراج نے اس موتی کو بھی لٹکا
 سے گنوا دیا۔ آپ نے حضرت سچ مرعوط کو اس
 امر کا علم دیا۔ آپ نے انہیں حکم دیا فوراً تادیب
 چلے آؤ۔ خدا کی قدرت جب ۳ گھنٹہ میں
 سے صرف دو گھنٹے باقی رہ گئے تھے اس بنیے
 نے پھر آپ کو یاد دی کرائی۔ کہ مولوی صاحب
 آپ نے میری ایک نہ مانی۔ اگر کچھ اند دختہ
 ہوتا اس بے سرو سامانی کی نوبت نہ آتی۔
 مگر مولوی صاحب پر ذرہ بھر پریشانی نہ
 تھی۔ یہ آسانی نہ سمجھو یا آپ کے ممبرانہم
 نفاقہ جہاراج متوفی کی رانی کا کوئی اے
 ڈی سی آیا اور بول رانی صاحبہ کو آپ کے
 شہر بدر مرنے کا علم ہوا۔ ان کو انوس ہے
 کہ اب سلوک آپ سے کیا گیا ہے اور رانی
 صاحبہ کو یہ بھی معلوم ہے کہ آپ مقروض ہیں
 قرض دار مطالبہ کر رہے ہیں۔ لہذا کچھ رقم بطور
 امداد بھیجی جاتی ہے۔ جبرٹ ہے وہ رقم اسی
 قدر تھی جتنا کہ آپ نے لوگوں کا دینا تھا۔
 مولوی صاحب نے بیٹے کو جو دہا ہی موجود
 تھا کہا کہ دیکھو متوکل لوگوں کی ہمارا اذیاپے
 نہ دھرتا ہے۔ قرض کی ادائیگی کرنے کے بعد
 مولوی صاحب کے پاس کچھ نہ بچا۔ مگر آپ
 نے اپنے مرشد کے حکم کی تعمیل کرنا تھی۔
 آپ اپنے طالب علموں کی جماعت کو لے کر
 جیل پڑے۔ اُس زمانہ میں گراچی ایک تانگہ
 ناسواری ہوا کرتی تھی جو سرسنگر سے جلیق
 تھی اور سرسنگر سے راولپنڈی تک
 پڑاؤ کرتی تھوڑے بہت دنوں میں دن میں
 سفر طے کر کے پنڈی کے اسٹیشن پر سوار ہوں
 کو پہنچا دیتی۔

کشمیر سے واپسی کے اس سفر میں غالباً مولوی عبدالکريم صاحبؒ بھی حضرت مولوی صاحبؒ کے ساتھ تھے۔ چونکہ یہ واقعہ سماجی ہے اس لئے اس کے متعلق جی دنوں سے نہیں کہہ سکتا کہ مولوی عبدالکريم صاحبؒ جی ساتھ تھے یا کوئی اور مولوی صاحبؒ مرزا یہ یہ بھی سنا تھا کہ مولوی عبدالکريم صاحبؒ اس زمانہ کے لحاظ سے زیادہ اچھے اور بہتر کپڑے پہنتے تھے ان کی داسکٹ میں جیپیں تھیں۔ اس لئے حضرت نور الدین اعظمؒ نے سفر کے لئے جو رقم رکھی تھی یہ کہہ کر مولوی صاحبؒ آپ کی داسکٹ میں جیپیں ہی رقم آپ کے پاس محفوظ رہے گی۔ رقم ان کے حوالہ کردی کشمیر سے پڑی تب کہی زیادہ آتے تھے۔ ایک مقدمہ یہ

نظارہ کھڑا نماز کا وقت تھا۔ سب نے دلوں کیا۔
اُن مولوی صاحب نے وضو کرتے وقت سب کو
انکار کر قریب ہی ایک درخت پر لگا دی بگر
بعد فراغت نماز اُنکی کے وقت واسکٹ
اُٹھانا یاد نہ رہا۔ بہت دور چل گئے تو یاد
آیا۔ زادِ راہ یہی تھا۔ بڑی نگر ہوئی بڑے
تال سے حضرت نور الدین اعظم کو اطلاع
مکی۔ آپ نے کوئی نگر اور پریشانی کا الجھار
نہیں کیا۔ اور سفر جاری رکھا۔ قافلو بے حد
پریشان تھا کہ بند ہی پہنچ کر کھٹ لینے ہوں
گئے۔ جب بند ہی کا شہر نظر آنے لگا تو
اُن مولوی صاحب نے غرض کی کہ حضور
اسٹیشن چلیں یا جہاں آپ فرمائیں وہاں
قیام کریں۔ مگر اس متوکل بزرگ سہتی نے
اصرار سے کہا اسٹیشن پر جانا ہوگا اور سفر
جاری رکھنا ہوگا۔ ساکتیوں کو دھرم کا اہ
بے چینی تھی کہ کھٹ خریدنا نہیں اور سفر
لئے روپے گنگہی مزید ضرورت سے۔ مگر
حضرت مولوی صاحب کے حکم کی عہدہ کی کسی کو
مجال نہ تھی۔ بند ہی کا ریلوے اسٹیشن بالکل
قریب آگیا۔ اس اثنا ہی کیا دیکھتے ہی ایک
لینڈنگ گاڑی دو سبک رفتار مشکی گھوڑے
جھٹے ہوئے کو چوان زری کی پگڑی پہنے
سرخ کوٹ، بوٹ اور پیموں سے آراستہ
اور پچھے دو سبیس ایسے ہی نفیس لباس
میں ملبوس، ہاتھ میں چوڑیاں لئے چھٹے
گاڑی تیزی سے لئے آ رہے ہیں۔ پچھ
لینڈنگ گاڑی حضرت مولوی صاحب کی کراچی
گاڑی کے قریب پہنچی تو دس روٹن ٹکی ایک
معتقول وجہ صدرت شخص شیردالی اور
تنگ پا جامہ میں ملبوس گاڑی سے اتر آئے
لئے حضرت مولوی صاحب کو درباری سلام
کیا اور عرض کیا مجھے نانا نواب صاحب
نے یہ اطلاع پاکر کہ آپ بند ہی آرہے
ہیں بھیجا ہے اور آپ کو اپنی کوٹھی پر لانے
کے لئے اصرار کیا ہے۔ کیونکہ ان کی بیگم صاحبہ
سخت علیل ہیں۔ کسی حبیب بیکم ڈاکٹر کے
علاج سے ناندہ نہیں ہو رہا ہے۔ حضرت مولوی
صاحب نے جبرری کا نذر کیا۔ مگر وہ شخص
بے انتہا مصر ہوا۔ بالآخر آپ پر نزاکت
حالات کا اثر ہوا۔ آپ نے اصرار کو چھوڑ
دیا اور اُس گاڑی میں بیٹھ گئے۔ تاند کو
اسٹیشن جانے تک دم دیا۔ نواب کی بیگم واقعی
بہت بے چین اور علیل تھی۔ آپ نے حسب
عادۃ تشخیص ایسی زبانی جیہ کہ نیرنشانہ
پر لگتے تھے طبعی اگر بھیجے ہو تو علاج کا بھی
اثر ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ کے علاج سے بیگم
کو فوراً تسکین سی ہوئی اور وہ گھبراہٹ
قطعی فانی ہو گئی۔ نواب نے جو بد پیش
کیا وہ زادِ راہ کیلئے کافی سے کہیں زیادہ
تھا۔ (باقی صفحہ ۱۷ پر)

چند یادیں اور تاثرات (صفحہ ۱۱)

کر سنائی تھی۔ مولوی محمد حسن صاحب بریل نے بھی میاں صاحب کے حق میں تقریر فرمائی۔ ہر چار طرف سے یہی آواز آتی تھی۔ میاں صاحب۔ میاں صاحب۔ بچے دایاں پھینک پھینک کر لوگوں نے سیٹ کی۔

حضرت مولوی صاحب رخلیفہ اولؒ کا وہ سال جمعہ کے روز ہوا تھا۔ میں اور حضرت میاں بشیر احمد صاحبؒ جمعہ پڑھ کر دارالسلامؒ واپس آ رہے تھے۔ کسی شخص نے مقابل سے آکر کہا حضرت مولوی صاحب اپنے مولیٰ سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ میاں بشیر احمدؒ پہلے تیز چلے اور انا للہ الخ پڑھتے جا رہے تھے پھر آپ نے دوڑا شروع کیا۔ میں نے اپنی وہی چال رکھی۔ وہاں حضرت میاں صاحب (خلیفہ ثانیؒ) ایک روش پر اکیلے ٹہل رہے تھے۔ اور سخت اضطراب کی حالت میں تھے۔ اور ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب، مولوی محمد علی صاحب، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ اپنی عیالہ لڑائی بنائے ہوئے کھڑے تھے۔ مختصر یہ ہے کہ حضرت میاں صاحبؒ کا خلیفہ ثانی کی حیثیت سے تقرر ہونے پر بعد سمیت مختصر سی تقریر نئے خلیفہ نے خود کی شام کو کافی اندھیرا ہونے پر تہنن کے لئے ہشتی مقبرہ آپ کو لیا گیا۔ لوگ اللہ اکبر۔ سبحان اللہ۔ لا الہ الا اللہ بلند آواز سے پڑھتے ہوئے ہشتی مقبرہ میں جنازہ کے سرائے داخل ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

درخواست دعا

خاکسار کی خوشہ امنہ محترمہ زادہ بانو صاحبہ امیہ مکرم عبد البریم صاحب مرحوم کچھ عرصہ سے بسبب امصابی کمزوری اور نزلہ و زکام حلیل ہیں۔

خود خاکسار مشرقی و مغربی گودادری کے تبلیغی دورے سے لڑنے کے بعد بعارضہ عجز و عجز بیمار ہے۔ اسی طرح میرے برادر سبقتی مکرم عبدالرشید صاحب کی امیہ محترمہ کے پیٹ کا ایریشن لڈن میں ہوتا ہے جو بدمذہب قحطی کا سیلاب رہا ہے برسرہ کمال شنایابی اور بحالی صحت کیلئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار ڈاکٹر آفتاب احمد تیاپوری شاہ نل بندہ حیدر آباد

درخواست دعا

خاکسار کی خوشہ امنہ محترمہ زادہ
 بانو صاحبہ الیہ کم عبد الرحیم صاحب مرحوم
 کی عمر سے بسبب انصافی کمزوری اور
 نزلہ زکام حلیل ہیں۔
 خود خاکسار مشرقی و مغربی گود اداری
 کے تبلیغی دور سے لڑنے کے بعد
 بغاوتہ عنہ و جنح بیا رہے۔ اسی طرح
 میرے برادر سبقتی محرم عبد الرشید صاحب کی الیہ
 محترمہ کے پیٹ کا اپریشن لندن میں ہوا ہے جو
 بضررہ قحطی کا سیلاب رہا ہے برسرِ مکمل
 شفا یابی اور بحالی صحت کیلئے خصوصی دنا کی
 درخواست ہے۔ خاکسار ڈاکٹر آفتاب احمد
 تھانوری شاہنشاہی بندہ حیدر آباد

شادی خسانه آبادی

غزیم میر عبد الرحمن صاحب ابن محرم میر غلام رسول صاحب آف یارٹی کی تقریب
 رنجنا غزیمہ ۱۵ امت الرحمن صاحبہ بنت محرم حسین میر غلام محمد صاحب صدر جامعہ احمدیہ
 آف یارٹی پورہ کے ساتھ ۸ ارشہادت ۱۵۳۵ھ بمطابق ۸ اپریل ۱۹۱۶ء عمل
 میں آئی۔ اس موقع پر محرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ یارٹی پورہ نے تلاوت
 قرآن کریم و نظم اور موقع کی مناسبت سے ایک تقریر کی جس کا سامعین پر بہت اچھا اثر
 ہوا۔

تمام احباب جماعت سے اسند ملا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو اسلام اور
احمدیت اور ہر دو خاندانوں کے لئے برکت کا موجب بنائے اور شتر ثمراتِ حسنہ ہو۔ آمین۔
مکرم میزخاسام رسول صاحب نے اس خوشی میں پانچ رقم بے شکرانہ فقہ اور پانچ
روپے ایوانت بدرجہ دیئے ہیں۔ جزاءہم اللہ احسن الجزاء
خاکسار عبد الحمید دلاک
سیکرٹری امویہ غامہ جماعت احمدیہ یارپی پورہ

درخواستہائے دُعا

حق خاکار "Exam Assistant's Grade" کا امتحان دینے والا ہے۔ امتحان پہلی جون سے شروع ہوگا۔ تمام احباب دبیرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اُس امتحان میں نمایاں کامیابی عطا کرے۔ اور اسی کے مارکت منتاج سے نوازے۔

خاکسار قزلباشی محمد یوسف احمد یثیالپوری جی۔ ایس۔ سی۔ اہل اہل۔ بی۔
(۲) بلڈ پریشر کے والد سید جلیل الدین احمد صاحب بواکسیر (PILERS) اور Low
BL ۱۰۰ PRESSURE ہو جانے کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ خازن کی
بڑی بہن کے دذہ بڑے آپریشن کئے گئے جس کی وجہ سے وہ بھی بے حد کمزور ہو گئی ہیں۔
خازن کی نانی اماں کی بیٹائی کم ہوتی جا رہی ہے اور ایک آنکھ میں CATRACT ہو گیا
ہے۔ ہر سہ کی کامل شفایابی اور صحت کے لئے درخواست فرمائیے۔ نیز عزیزان سید
عزیز احمد سید تنویر احمد۔ سید نیر احمد۔ سید خالد احمد۔ سیدہ ام الفضائل۔ سید
قمر احمد۔ سیدہ خورشید احمد۔ سیدہ امہ المصنیں۔ سیدہ امہ المصنیں۔ سیدہ امہ المصنیں۔ سیدہ امہ المصنیں۔
امہ ردفق اپنے اپنے سالانہ امتحان دے رہے ہیں۔ مجدد دیشان اور جماعت کے
تمام بزرگان کی خدمت میں دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے اپنے اتمام
میں اعلیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ضروری اعلان

ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب آف قادیان کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ
تعالیٰ کے فیصلہ انزاع از قادیان و پنجاب کی تعمیل نہ کرنے کی وجہ سے اخراج از جماعت
و مقاطعہ کی سزا دی گئی تھی۔ بعد میں پہلے فیصلہ کی تعمیل کر لینے پر انہیں دوسری سزا
مہانہ کر دی گئی۔ لیکن باوجود پہلے فیصلہ پر کار بند رہنے کا وعدہ کرنے کے ٹھیکیدار
صاحب علی قادیان و پنجاب سے باہر رہنے کی پابندی کی مسلسل خلاف ورزی کرتے
رہے۔

چنانچہ لغارت ہذا کی طرف سے تازہ صورت حال پیش کرنے پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب کو دوبارہ اخراج از جماعت و سقوط طوع کی سزا کی منظوری دی ہے۔

جملہ احباب جماعت حضور کے اس فیصلہ کی پوری پوری پابندی کریں۔

ناظر امور و عامه قادیان

خلافتِ ثالثہ کے موجودہ دور میں ماری ڈھاریاں

مکرم مولانا عبد الملک خاں صاحب ناظر اصلاح و ارشاد دہلوی

یہ دور دجالی فتنوں کا دور ہے جس کے
مٹانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے توحید کے
تیا کیے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کو یہاں سے جنت
عقل فرمائی۔ پھر آپ کے منہ کی تکمیل کے
لئے آپ کی وفات کے بعد خلافتِ دائمی
کا وعدہ فرمایا۔ چونکہ اس زمانہ میں رحمت
اور شیطان کی آخری جنگ ہے اور
ہم خدا کی فوج کے سپاہی ہیں۔ اس واسطے
ہمارے لئے کامیابی کی یہی راہ ہے کہ
ہم ہمہ سہ ہونے والے حالات میں بہ لا ہوا رویت
اغتیا رکریں۔ دنیا کے ہر اہم حادثہ بد
انسان کے اندر طبعی طور پر کچھ تغیر پیدا
ہو جاتا ہے۔ مثلاً آدمی بیٹھا ہوا موت کے
ایک عزیز یا قریبی پاس سے گزرتا ہے تو
معاہدہ کی رنگت متبیر ہو جاتی ہے کوئی
بڑا آدمی گزرتا ہے تو اس کے لئے وہ اپنی
جگہ سے کھڑا ہو جاتا ہے یا کم از کم ہل جاتا ہے
جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی آمد کا علم
ہو گیا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو عظیم الشان
ابتداء آتے ہیں قرآن کریم میں ان کو خدا کا آنا
قہر اور دیا گیا ہے۔ اس وقت میرے عزیز
اور بزرگو! خدا نے افواج محمدی کا جو پس لار
آپ کو عطا کیا ہے وہ کوئی معمولی انسان نہیں
خدا تعالیٰ نے اپنے ابام کے ذریعہ بتایا
ہے۔

انا نبشرك بغلام
مظہر الحق والعدا
وكان الله نزل من

السماء انا نبشرك
بغلام نافلۃ للث

یعنی ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت
دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا جلو
ہو گا تو گویا آسمان سے خدا کا نزل
ہو گا اور ہم ایک لڑکے کی تجھے
بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا
ہو گا۔

پھر آپ کے والد حضرت مصلح موعود
رضی اللہ عنہ کو خدا نے بتایا۔

”جی تجھے ایک لڑکا دوں گا جو
دین کا ناصر ہو گا اور اسلام کی
خدمت پر کمر بستہ ہو گا۔“

والفضل ۵ مارچ ۱۹۱۵ء

پھر خدا نے آپ کو قدرتِ شانہ کا تیسرا

مظہر بنایا جس کی بابت ایک طرف حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کو الہا نیا بتایا گیا
انا نبشرك بغلام اسمه
یعنی اسم تو کیف فضل
وہ ایک باصحاب الغیب
یعنی ہم تمہیں ایک لڑکے کی بشارت
دیتے ہیں جو عمر پانے والا ہو گا۔
کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب
نے اصحاب الغیب کے لئے کیا کیا
یہ الہام ۶-۷ نومبر ۱۹۰۷ء کا ہے
اس میں ایک پس کی بشارت دی گئی ہے
جسے ناند کہا گیا ہے کیونکہ پوتے کے لئے
بیسے کالاف ذبحی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا ابن
عبدالمطلب مالا کہ آپ حضرت عبدالمطلب
کے پوتے تھے۔ اس لئے یہ الہام حضرت خلیفہ
المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے حق میں
ہے۔ خدا نے آپ کے زمانہ میں مخالفین
اسلام کی بابت یہ خبر دی ہے کہ وہ انکا
الغیب کی طرح اسلام پر حملہ آور ہوں گے
اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۰۷ء
میں یہ بشارت دی۔

”جی ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ
خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے
بشارت دینا ہوں کہ اگر وہ خدا
تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو گا تو
اگر دنیا کی کل حکومتیں بھی اس سے
مکویں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو
جائیں گی۔“

میں خدا کا یہ بڑا فضل ہے کہ اس نے
آپ کو امیر زمانہ نصیب کیا۔ چونکہ شیطان
کی شکست اور اسلام کی فتح قریب کی
گئی ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت
خلیفہ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ
بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

”جی آپ سب کو پوری قوت سے
بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسلام کے
مظہر کا غلبہ دن طلوع ہو چکا ہے
دنیا کی کوئی طاقت اس حقیقت
کو ٹال نہیں سکتی۔ احادیثِ فتح منہ
ہو کے رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ
پچیس سال کے اندر اندر اسلام
کا غلبہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ
لیں گے۔ جی بڑا دعویٰ اور جواہر

مردوں اور عورتوں سے پکا رکھ
کہتے ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی
خاطر قربانی کے لئے آگے آؤ۔
اسلام کی فتح کے دن اٹھیں
اگر چہ بادی النظر میں یہ چیز ناممکن
نظر آتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے
مجھے بتایا ہے کہ اسلام کے غلبہ
کا دن طلوع ہو چکا ہے۔ اس کا
فضل شامل حال رہا تو یہ بظاہر
ناممکن ممکن ہو کے رہے گا۔“

والفضل ۲ جون ۱۹۰۷ء
اسے حامی دین! خلیفہ وقت کی یہ
بشارت ہم پر بہت سی ذمہ داریوں کو عائد
کرتی ہے جن میں سے چند ایک کی طرف نشاندہی
کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

پہلی ذمہ داری

ہم پر لازم ہے کہ ہم خلافت کی اہمیت
کو پیش نظر رکھیں۔ کیونکہ خلافت کا ہمارے
ایمانوں سے گہرا تعلق ہے تفصیل اس اہل
کی یہ ہے کہ اس زمانہ میں ہر شخص یہ دعوے کرتا
ہے کہ وہ مومن اور نیکو کار ہے مگر مسلمانوں
کی ہر جماعت کا یہی دعویٰ ہے۔ یہ یہ کیونکہ
نفیہ کیا جا سکتا ہے کہ صحیح معنوں میں کون
مومن ہے اور کون نہیں۔ چونکہ ایمان کی تعریف
ہی یہ ہے۔ تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان
اس کے ماتحت ہم زبان کا اقرار تو سن سکتے
اور سمجھ سکتے ہیں لیکن دل کے راز کا دامن
تو ہم میں سے کوئی بھی نہیں۔ دل کا راز تو وہ
علام الغیب ہی جانتا ہے۔ اس لئے ہم کو اس
بار سے ہی خدا تعالیٰ کے کلام کی شہادت
مطلوب ہو گی اور ہم اسی کو سچا مومن سمجھیں
گے جسے خدا مومن قرار دے۔ خدا کا گواہی
میں کیونکہ حاصل ہو اس بار سے ہی خدا نے
ایک اصل قرآن کریم میں یہ بیان فرمایا ہے۔
خدا فرماتا ہے۔ آؤ فوجاً بجمعہ ی آؤن
لیمسکین کلمۃ اللہ لعلہم یومئذ یقولوا اللہ اعلم
کہ تو میں نے تم سے جو عہد کیا ہے جی چاہیے
پورا کروں گا۔ جی میں جماعت یا فرد سے
خدا کے عہدوں کو پورا کرتا ہوں وہی گروہ
خدا کی نگاہ میں مومن دیکھا جائے گا۔ آئیے
ہم یہ بات قرآن کریم سے ہی معلوم کریں کہ
خدا نے مومن بندوں سے کیا کیا وعدے
کئے ہیں۔ اور وہ کن کن کے حق میں پورے

ہوئے۔ ایک وعدہ خدا کا مومن بندوں سے
یہ ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ
وَعَمِلُوا الصّٰلٰتِ لِیَبْلُغَنَّهُمْ مِّنْکُمْ
فِی الْاٰخِرِ کَثْرًا سَتُخْلِفُکُمُ الَّذِیْنَ
رَبَّنَّ قَبْلِہِمْ کَذٰلِکَ اَمْرٌ مِّنْکُمْ
مِّنْ دُوْنِہِمْ سَتَجِدُنَہُمْ فَاِذَا جِئْتَہُمْ
فَاِذَا جِئْتَہُمْ فَاِذَا جِئْتَہُمْ
ہیں اس نے خلیفہ مقرر کئے۔ یہ بات ہر مومن
نہیں کہے تھی جب ہندوستان میں علی
برادران نے خلافتِ مودنٹ شروع کی
تھی تو ان اشخاص کے کہ وہ صحیح تھے یا خدا اس میں
جو لوگ سرگرم عمل تھے۔ وہ بھی علی الاطلاق یہی
کہتے تھے کہ

”اگر ہم میں ایمان اور اعمال صالحہ
ہوئے تو ہم سے خلافت جیسی نعمت
خلفیہ کے حصول کی اہمیت سلب
نہ کی جائے۔“

پس خلیفہ کا وجود ہمارے مومن اور نیکو کار
ہونے کی آسمانی شہادت ہے جب نہ وقت
کا ہمارے ایمانوں سے اتنا گہرا تعلق ہے تو ہم
پر کیا یہ ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کہ ہر دل
جان سے اس کی قدر کریں اور شب و روز پڑھیں
کی طرح اس شخص کے گویے جی لگائی اور اس کی
اطاعت میں محو ہو جائیں۔ حضرت مصلح موعود رضی
اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

”ایک اہم شرط اور ذمہ داری یہ
ہے کہ جب وہ ایک امام کے ہاتھ
پر بیعت کر چکے ہیں تو پھر انہیں امام
کے نہ کی طرف دیکھتے رہتے چاہیے
کہ وہ کیا کرتا ہے اور اس کے قدم
اٹھانے کے بعد اپنا قدم اٹھانا چاہیے
امام کا مقام تو یہ ہے کہ وہ ہم سے
اور ماموم کا مقام یہ ہے کہ وہ
پابندی کرے۔“

والفضل ۵ جون ۱۹۰۷ء
نیز حضرت مسیح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
خلیفہ وقت کی اطاعت کی اہمیت واضح کرتے
ہوئے ایک اور جگہ فرماتے ہیں:-

”ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح
موعود پر ایمان لاتا ہوں ہزار
دفعہ کوئی کہے کہ اس احمدیت پر
ایمان رکھتا ہوں خدا کے حضور
اس کے ان دعوؤں کی کوئی تہمت
نہیں۔ جب تک وہ اس شخص سے
ہاتھ نہیں اٹھاتا کہ جس دنیا جہنم
کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں عالم
تاکم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک
جو امت کا شرف یا نیکو کی طرح اس
کی اطاعت میں نہ کیے گا ہر لمحہ ہر
نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی
قسم کی نفی نہ اور بڑائی کا حقدار
نہیں ہو سکتا۔“

ہے کہ وقت کے تقاضہ کو پہچانا جائے اور خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دوسرے سب کلمان بھی احمدیہ جماعت کے دوش بدوش اسلام کی خدمت و اشاعت کے نتیجہ خیز پروگرام میں حصہ دار بنیں۔ خدا تعالیٰ توفیق دے آمین :-

قرار دادِ تعزیت بروفا محترم مرزا بشیر احمد صاحب چغتائی

ہم ممبران انجمن احمدیہ جمشید پور اپنے سابق پریذیڈنٹ محترم مرزا بشیر احمد صاحب چغتائی کی وفات حسرت آیات کی خبر سن کر بہت ہی غمگین ہیں۔ خاص کر ان کی اچانک وفات کی خبر نے ہم لوگوں کا دل دھلا دیا ہے۔ ہم خداوند قدوس کے حضور دست بدعا ہیں کہ وہ ان کو جنت الفردوس کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے اور ان کے پسماندگان کا حامی و ناصر ہو اور صبر جمیل عطا فرماوے آمین تم آمین۔ وہ احمدیت کے ایک قابل رشک پرانے تھے اور انہوں نے ہماری جماعت میں احمدیت کی روح پھونک کر ہمیں روحانی زندگی بخشی تھی۔

خاکسار: ڈاکٹر سید حمید الدین احمد پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ جمشید پور۔

آل کشمیر احمدیہ کانفرنس بمبئی

بتاریخ ۲۸، ۲۹، ۳۰ اگست ۱۹۷۱ء

احباب جماعت ۶۷۷ احمدیہ کشمیر کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اس سال مورخہ ۲۹، ۳۰، ۳۱ نومبر ۱۳۵۰ ہجری بمطابق ۲۸، ۲۹، ۳۰ اگست ۱۹۷۱ء بروز ہفتہ - اتوار - پیر کو آل کشمیر احمدیہ کانفرنس کا انعقاد ممبئی میں ہوگا۔ ہذا جماعتیں بھی سے اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے تیاریاں کریں نیز دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کو ہر جہت سے کامیاب بنائے۔
المعلن: خاکسار غلام نبی نیاز صدر آل کشمیر جلسہ کمیٹی۔

رفتار وصولی چندہ وقفہ جدید

حسابات دیکھنے سے معلوم ہوا کہ چندہ وقفہ جدید کی وصولی کی رفتار بہت گر گئی ہے۔ اب تک کی وصولی تدریجی وصولی سے بہت کم ہے۔ جماعتوں کے سیکرٹریاں مال اور صدر صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ وصولی چندہ کیلئے اپنی جدوجہد کو تیز کریں اور احباب کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنے وعدوں کے مطابق جلد از جلد ادائیگی کر کے ممنون فرمادیں۔ ابھی تک بعض دیہاتی اور شہری جماعتیں ایسویں جن کی طرف سے سال رواں کے وعدہ جات کی فہرست دفتر ہذا میں نہیں پہنچی۔ ان سے درخواست ہے کہ وہ اس کوتاہی کازالہ اس طرح کریں کہ فہرستوں کے ساتھ ہی وعدوں کی رقم نقد ارسال فرمادیں اور اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو کر عند اللہ ماجور ہوں۔

انچارج وقفہ جدید انجمن احمدیہ قادیان

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کارول

کے ہر قسم کے پرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ: نوٹ و نر مالیں

الو مریدرز ۱۶ مینگولین کلکتہ

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تارکاپتہ:- "Autocentre" { ٹیلیفون نمبرز { 23-1652 23-5222

جماعت احمدیہ میں خلافت کا قیام بقیہ

اور حضور پور سے جزم اور یقین کے ساتھ اپنی جماعت پر یہ امر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ خلافت کا آغاز اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک آپ اللہ تعالیٰ کے پاس نہ چلے جائیں۔ اسی کے ساتھ دوسرے اندازوں کا وہ دوسرے بھی باطل ہو جاتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ حضور کی وفات کے بعد خلافت نہیں بلکہ انجمن حضور کی جانشین ہے۔ حالانکہ حضور نے "دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔" کے ذریعہ صراحت فرمادی کہ حضور کا جانشین خدا تعالیٰ کی طرف سے اسی وقت کھڑا کیا جائے گا جب حضور کی وفات ہو۔ دوسرے انداز نہیں دیکھتے کہ جس انجمن کو حضور کی وفات کے بعد حضور کا جانشین کہہ رہے ہیں وہ تو حضور کی اپنی زندگی میں تشکیل پا کر کام بھی کر رہی تھی اسلئے انجمن تو کسی صورت میں حضور کی جانشین اس پہلو سے نہیں ہو سکتی جسے حضور نے قدرتِ ثانیہ کے ظہور سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور قدرتِ ثانیہ کا منظر وہی وجود ہو سکتا ہے جسے حضور کی وفات کے بعد جماعت کی اکثریت منتخب کرے۔

علاوہ ازیں قدرتِ ثانیہ کے بارے میں یہ جو حضور نے فرمایا کہ "وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔" اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضور کی وفات کے بعد صرف ایک ہی شخص کے منصبِ خلافت پر فائز ہو جانے اور قوم کے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لینے سے بات ختم نہیں ہو جاتی بلکہ جب پہلے خلیفہ المسیح کا زمانہ خلافت ختم ہو کر اللہ کو پیارے ہو جائیں گے تو خدا تعالیٰ دوسرے جانشین کو کھڑا کر دے گا۔ اور جب دوسرے جانشین اپنی طبعی عمر کو پورا کر چکیں گے تو خدا تعالیٰ تیسرے جانشین کو کھڑا کر دے گا اور یہ سلسلہ برابر چلتا چلا جائے گا۔ تا آنکہ قیامت آجائے۔

اس میں تو جماعت احمدیہ کے لئے ایک دائمی نعمت کا ذکر تھا مگر افسوس کہ منکرینِ خلافت نے خدا تعالیٰ کے اس انعام کو خود رد کیا۔ اور اس سے روگردانی کی۔ یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ایک طرف خدا تعالیٰ نے آیۃ استخلاف میں خلافت کے منصبِ جلیلہ پر فائز کرنے کا وعدہ فرمایا ہے جسے دو شرطوں کے ساتھ مشروط کیا۔ اور ساتھ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ہمارے اس زمانہ میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے جاری ہونے کی پیشگوئی فرمائی۔ اس حدیث کو پیش نظر رکھ کر جب غور کیا جائے تو اس جگہ ایک اور پر لطف بات سامنے آتی ہے کہ جس مبارک وجود کے ذریعہ خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوئی مفرد تھی وہ وہی ہے جسے بنیاری شریف کی حدیث کی رو سے قریباً ستاسے پر گئے ہوئے ایمان کو لانے کی توفیق ملنے والی تھی۔ خدا کا شکر اور اس کا احسان ہے کہ اس زمانہ میں حبیبِ پیشگوئی فارسی النسل وجود یعنی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمارے لئے وہ زندہ اور تازہ ایمان لائے اور ہمارے قلوب میں اس ایمان کی سیج روشن ہوئی۔ اس طرح ایک اور رنگ میں حضرت امام ہدی علیہ السلام کی برگزیدہ جماعت کے حق میں آیت استخلاف کی پہلی شرط جو وعد اللہ الذین آمنوا میں آمنوا کے لفظ سے مستنبط ہوتی ہے پوری ہو گئی۔ اب، دوسری شرط جو وعملوا الصالحات کے الفاظ میں مذکور ہے اس کی پابندی سے خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ جماعت احمدیہ کے حق میں پورا ہو سکتا ہے۔ اور ہم مبائعین کا یہ موقف ہے کہ یہ وعدہ پورا ہوا۔ نہ صرف حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے انتخاب کے ساتھ بلکہ آپ کی وفات کے بعد حضرت خلیفہ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے انتخاب کے وقت بھی اور پھر سالانہ میں خلافتِ ثالثہ کے وقت بھی۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک جماعت کے ذریعہ خلافت پر فائز کرنے کی دونوں شرطیں بدرجہ اتم پوری ہو گئی ہیں۔

پس خوش قسمت ہے جماعت مبائعین جن کے ایمان اور عمل صالح کا پابند ہونے کے بعد خدا تعالیٰ نے انہیں میں سے ایک ایک فرد کو ہر زمانہ میں خلافت کے منصب پر فائز کیا جس کی مؤید من اللہ قیادت سے جماعت ہر روحانی میدان میں آگے ہی آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ کاش عامۃ المسلمین بھی اس بات پر محنت بالطبع ہو کر غور کریں کہ اتحاد اسلامی کا واحد ذریعہ خلافت ہی ہے۔ اور اس مثالی اتحاد کا شاندار نمونہ جماعت احمدیہ نے دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے اور خدمت و اشاعتِ دین کے میدان میں اس نے ایسی مثالیں پیش کی ہیں جن سے دنیا کے تمام دوسرے اسلامی فرقے قطعی محروم اور بے نصیب ہیں۔ احمدیہ جماعت کو جو امتیاز حاصل ہوا تو پہلے امام ہدی کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنے دلوں میں زندہ اور تازہ ایمان حاصل کیا اور مناسب حال اعمال کی اس کوراء ملی۔ اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے بتائے ہوئے اس طریق پر جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی جماعت احمدیہ خلافت کے ہاتھ پر جمع رہا اور خلافت کی کامیاب قیادت میں ساری دنیا کے اندر اسلام کی سر بلندی اور اس کے روحانی غلبہ کا پروگرام نہایت کامیابی و کامرانی کے ساتھ جاری و ساری ہے۔ اس لئے دانشمندی اسی میں

The Weekly Badr Qadian

KHILAFAT NUMBER

معارف قرآن

اگر جماعت احمدیہ ایمان بالخلافت پر قائم رہے

خدا تعالیٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلہ خلافت قائم رہے گا

سُورۃ نُوْر کی آیت ”کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ“ کی پُر معارف تفسیر

رسم فرمودہ سیدنا حضرت اقدس المصطفیٰ الموعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

”اصل بات جو اس آیت میں بتائی گئی تھی وہ یہ تھی کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو سنبھالنے کے لئے اُن کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ کی خاص حکمت نے بعض وجودوں کو ان کی امت کی خدمت کے لئے چُن لیا تھا اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی اللہ تعالیٰ بعض ایسے وجود کھڑا کرے گا جو آپ کی امت کو سنبھالیں گے اور یہ مقصد بہ نسبت سابق خلفاء کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے زیادہ پورا کیا ہے۔ پھر جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسیح ناصریؑ کو مبعوث فرمایا جو موسیٰ شریعت کی خدمت کرنے والے ایک تابع نبی تھے۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا اور اس طرح اُس تابع نبوت کا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مناسب حال امتی نبوت کے دروازہ کھول دیا اور آپ کے ذریعہ اُس نے پھر آپ کے ماننے والوں میں خلافت کو بھی زندہ کر دیا۔ چنانچہ یہ سلسلہ خلافت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد شروع ہوا اور خلافت ثانیہ تک امتداد رہا۔ اور اگر جماعت احمدیہ میں ایمان بالخلافت قائم رہا اور وہ اس کو قائم رکھنے کے لئے صحیح رنگ میں جدوجہد کرتی رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ وعدہ لمبا ہوتا چلا جائیگا۔ مگر جماعت احمدیہ کو ایک اشارہ جو اس آیت میں کیا گیا ہے کبھی نہیں بھولنا چاہیئے اور وہ اشارہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس طرح ہم نے پہلوں کو خلیفہ بنایا اسی طرح تمہیں خلیفہ بنائیں گے یعنی خلافت کو امتداد کرنے کیلئے پہلوں کے طریق انتخاب کو مدنظر رکھو۔ اور پہلی قوموں میں سے یہودیوں کے علاوہ ایک عیسائی قوم بھی تھی جس میں خلافت بادشاہت کے ذریعہ سے نہیں آئی بلکہ ان کے اندر خالص دینی خلافت تھی۔ پس کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ میں پہلوں کے طریق انتخاب کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اہام بھی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ آپ کا اہام ہے ”کلیسیا کی طاقت کا نسخہ“ (تذکرہ صفحہ ۶۸) یعنی کلیسیا کی طاقت کی ایک خاص وجہ ہے اس کو یاد رکھو۔ گویا قرآن کریم نے کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کے الفاظ میں جس نسخہ کا ذکر کر دیا تھا اہام میں اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا اور بتایا گیا کہ جس طرح وہ لوگ اپنا خلیفہ منتخب کرتے ہیں اسی طرح یا اس کے قریب قریب تم بھی اپنے لئے خلافت کے انتخاب کا طریقہ ایجاد کرو۔ چنانچہ اس طریق سے قریباً اٹیس سو سال سے عیسائیوں کی خلافت محفوظ چلی آتی ہے۔ عیسائیت کے خراب ہونے کی وجہ سے یہ شک انہیں وہ نور ماضی نہیں ہونا جو پہلے زمانوں میں حاصل ہوا کرتا تھا۔ مگر جماعت احمدیہ اسماعیلیہ کے مطابق اس قانون کو ڈھال کر اپنی خلافت کو سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال تک کے لئے محفوظ کر سکتی ہے۔ چنانچہ اسی کے مطابق میں نے آئندہ انتخاب خلافت کے متعلق ایک قانون بنا دیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت احمدیہ ایمان بالخلافت پر قائم رہی اور اس کے قیام کے لئے صحیح جدوجہد کرتی رہی تو خدا تعالیٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلہ خلافت قائم رہے گا۔ اور کوئی شیطان اس میں رخنہ اندازی نہیں کر سکے گا۔“

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ اول صفحہ ۳۹۰)